اپنی زندگی کے شب و روز کو سنتِ نبوی کی خوشبو میں
بسانے کے لیے حسین گلدستہ

گلدستۂ سنّت

تالیف:
عارف باللہ حضرت مولانا سیّد اصغر حسین میاں صاحبؒ
مفسر و محدث، دار العلوم دیوبند

تسہیل، اضافہ، حاشیہ:
مولانا محمد رضوان القاسمی

دار العلوم سبیل السلام، حیدر آباد (الہند)

عبدالهادی الاعظمی

05-09-2005

مدرسہ ضیاء العلوم
رائے بریلی

گلدستۂ سنت

زندگی کے شب و روز کو سنّتِ نبویؐ کی خوشبو میں
بسانے کیلئے حسین گلدستہ

- عام مسلمان اور دینی و عصری مدارس کے طلبہ کی دینی اور اخلاقی تربیت میں بہترین معاون۔
- مضامین کی افادیت کے پیشِ نظر داخلِ نصاب کرنے کے قابل

تالیف

عارف باللہ حضرت مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ مفسر و محدث
دارالعلوم دیوبند

تسہیل، اضافہ، حاشیہ:
مولانا محمد رضوان القاسمی

ناشر:
دارالاشاعت سبیل السلام، حیدرآباد (الهند)



کتاب : گلدستۂ سنّت
مؤلف : مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ
: مولانا محمد رضوان القاسمی
زیرِ اہتمام : محمد عبدالمنان صدیقی، ایم اے، ایم فل (عثمانیہ)
کتابت : محمد عرفان عالم قاسمی
سرورق : غوث محمد
طبع چہارم : ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ م اگسٹ ۱۹۹۴ء
تعداد : پانچ ہزار
قیمت : بیس روپے Rs. 20/-
ناشر:
دارالاشاعت سبیل السلام، سبیل نگر، حیدرآباد
DARUL-ULOOM SABEELUSSALAM, Sabeel Nagar, Balapur, Barkas, Hyderabad - 500 005. (INDIA) Ph : 239450



ملنے کے پتے

- ندوہ ایجنسی ارم کاٹیج، اعظم پورہ، حیدرآباد۔ (سول ایجنٹ)
- ہندوستان پیپر ایمپوریم، مچھلی کمان، حیدرآباد۔
- حسامی بکڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد۔
- اسٹوڈنٹس بک ہاؤس، چارمینار، حیدرآباد۔

فہرست عنوانات

گلدستۂ سنّت

از مولانا سیّد اصغر حسین میاں صاحبؒ

فہرست عنوانات "گلدستۂ سنّت"

از: مولانا محمّد رضوان القاسمی

فہرست مضامین
حاشیہ گلدستۂ سنّت

از : مولانا محمد رضوان القاسمی



اقتباس

سُنّتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی

کہاں سے کہاں تک



"مدینہ میں جو پایۂ تخت قائم ہوا، وہاں منبر کی جگہ تخت بچھایا گیا۔
وہی منبر ہے، وہی مسجد ہے۔ وہی جھونپڑے، وہی چمڑے کا اکھرا گدا ہے
نہ حاجب ہیں نہ دربان ہیں، امیر بھی آتے ہیں اور غریب بھی آتے ہیں، دونوں کے ساتھ
ایک معاملہ ہے ——————

عجب دربار! سلاطین نے کہتے ہیں شاہی دربار تھا کہ فوج تھی، علم تھا، پولیس تھی، جلّاد تھے، محتسب تھے، گورنر تھے، کلکٹر تھے، منصف تھے، ضبط تھا، قانون تھا۔

مولوی کہتے ہیں مدرسہ تھا کہ درس تھا، وعظ تھا، افتاء تھا، قضاء تھا، تصنیف تھی، تالیف تھی، محراب تھی، منبر تھا۔

صُوفی کہتے ہیں کہ خانقاہ تھی کہ دعا تھی، جھاڑ تھا، پھونک تھی، وِرد تھا، وظیفہ تھا، ذکر تھا، شغل تھا، تحنّث (چلہ) تھا، گریہ تھا، بکا تھا، وجد تھا، حال تھا، کشف تھا، کرامت تھی، فقر تھا، فاقہ تھا، زہد تھا، قناعت تھی، کنکریاں دی جاتی تھیں کہ کھارے کنویں کا پانی میٹھا ہو جائے، بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرا جاتا تھا کہ وہ شفا پا جائے۔

غرضیکہ جس کو کہہ دیا جاتا ہے خدا کے حکم اور فضل سے پورا ہو جاتا ہے۔
سچ تو یہ ہے کہ وہ سب کچھ تھا، اسلئے کہ وہ سب کے لئے آیا تھا، آئندہ جس کسی کو چلنا تھا، جہاں کہیں چلنا تھا، جس زمانے میں چلنا تھا، اسی کی روشنی میں چلنا تھا، اسی کے نقشِ پا پر قدم بہ قدم چلنا تھا ——————"

(النبی الخاتم از: مولانا سیّد مناظر احسن گیلانیؒ
سابق صدر شعبۂ دینیات جامعہ عثمانیہ۔ حیدر آباد)

اقتباس

ظلمت خانہ کیلئے ہدایت کا چراغ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت کی جامعیت اور ہمہ گیری

"ایک ایسی شخصی زندگی جو ہر طائفہ انسانی اور ہر حالتِ انسانی کے مختلف مظاہر اور ہر قسم کے صحیح جذبات اور کامل اخلاق کا مجموعہ ہو، صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنت ہے"۔

اگر دولتمند ہو تو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی تقلید کرو۔

اگر غریب ہو تو شعب ابی طالب کے قیدی اور مدینہ کے مہمان کی کیفیت سنو۔

اگر بادشاہ ہو تو سلطانِ عرب کا حال پڑھو۔

اگر رعایا ہو تو قریش کے محکوم کو ایک نظر دیکھو۔

اگر فاتح ہو تو بدر و حنین کے سپہ سالار پر نگاہ دوڑاؤ۔

اگر تم نے شکست کھائی ہے تو معرکۂ اُحد سے عبرت حاصل کرو۔

اگر تم استاذ اور معلم ہو تو "صُفّہ" کی درسگاہ کے معلّمِ قدس کو دیکھو۔

اگر شاگرد ہو تو روح الامین (جبرئیلؑ) کے سامنے بیٹھنے والے پر نظر جماؤ۔

اگر واعظ اور ناصح ہو تو مسجد مدینہ کے منبر پر کھڑے ہونے والے کی باتیں سنو۔

اگر تنہائی و بے کسی کے عالم میں حق کی منادی کا فرض انجام دینا چاہتے ہو تو مکہ کے بے یار و مددگار نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسوۂ حسنہ کو سامنے لاؤ۔

اگر تم حق کی نصرت کے بعد اپنے دشمنوں کو زیر اور مخالفوں کو کمزور بنا چکے ہو تو فاتحِ مکہ کا نظارہ کرو۔

اگر تم اپنے کاروبار اور دنیاوی جدوجہد کا نظم ونسق درست کرنا چاہتے ہو تو بنی نضیر، خیبر اور فدک کی زمینوں کے مالک کے کاروبار اور نظم ونسق کو دیکھو۔

اگر تم یتیم ہو تو عبداللہ و آمنہ کے جگر گوشہ کو نہ بھولو۔

اگر تم بچہ ہو تو حلیمہ سعدیہ کے لاڈلے بچے کو دیکھو۔

اگر تم جوان ہو تو مکہ کے ایک بکریاں چرانے والے کی سیرت پڑھو۔

اگر تم سفری کاروبار میں ہو تو بصرہ کے کاروان سالار کی مثالیں ڈھونڈو۔

اگر تم عدالت کے قاضی اور پنچایتوں کے ثالث ہو تو کعبہ میں نورِ آفتاب سے پہلے داخل ہونے والے ثالث کو دیکھو جو حجرِ اسود کو کعبہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر رہا ہے مدینہ کی کچی مسجد کے صحن میں بیٹھنے والے منصف کو دیکھو، جس کی نظرِ انصاف میں شاہ وگدا اور امیر وغریب برابر تھے۔

اگر تم بیویوں کے شوہر ہو تو خدیجہؓ اور عائشہؓ کے مقدس شوہر کی حیاتِ پاک کا مطالعہ کرو۔

اگر تم اولاد والے ہو تو فاطمہؓ کے باپ اور حسنؓ و حسینؓ کے نانا کا حال پوچھو۔

غرض تم جو کوئی بھی ہو اور جس حال میں بھی ہو، تمہاری زندگی کے لئے نمونہ، تمہاری سیرت کی درستی اور اصلاح کیلئے سامان، تمہارے ظلمت خانہ کیلئے ہدایت کا چراغ اور رہنمائی کا نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہر وقت اور ہمہ دم مل سکتا ہے۔"

(خطباتِ مدراس، از: مولانا سید سلیمان ندویؒ)

تأثرات

داخلِ نصاب کرنے کی سفارش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ حامداً ومصلیاً ومسلماً۔

مجلس علمیہ آندھرا پردیش کے معزز رکن برادرم مولانا محمد رضوان القاسمی (ناظم دارالعلوم سبیل السلام و امام وخطیب مسجد عامرہ عابد روڈ، حیدرآباد) ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں کہ آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے ان خدوخال کو جنہیں "سُنن" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے "گلدستۂ سُنت" کے نام سے کتابی شکل میں مرتب کرکے تمام مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔

جن امور وہدایات کی صحت کے لئے ضخیم کتابوں کی ضرورت پڑتی ہے، مستند حیثیت سے یکجا جمع ہوجانے سے الحمدللہ مسلمانوں کو نہایت سہولت ہوگئی ہے۔ "گلدستۂ سُنت" سے عام مسلمان تو استفادہ کریں گے ہی۔ اس کے علاوہ تمام دینی مدارس ومکاتب کے ذمہ داروں سے اپیل ہے کہ اسے مدرسے کے نصاب میں شریک فرماکر طلبہ کو سنت کے موافق زندگی گذارنے کا موقع فراہم کریں۔ ان عصری درسگاہوں میں جہاں مسلمان بچے شریک ہیں اس کی تعلیم بہت ضروری ہے تاکہ نوخیز نسل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و ہدایات پر عمل پیرا ہوکر دنیا میں بھی کامیاب زندگی گذارے اور آخرت میں بھی سُرخ رو ہو۔ گویا فلاحِ دارین سے بہرہ یاب ہوسکے، طلبہ کو زبانی یاد کرنے اور اس پر عمل کرانے کی ذمہ داری اساتذہ کرام پر ہے۔

بعض الفاظ معیاری ادب اور دینی اصطلاح کی زبان میں لکھے گئے ہیں، پڑھانے والے محترم اساتذہ کو چاہیئے کہ طلبہ کے سامنے ان کی تشریح فرماکر انہیں سمجھنے اور حل کرنے میں سہولت بہم پہنچائیں۔ پڑھانے کے بعد زبانی اور تحریری سوالات کے ذریعہ امتحان بھی لیتے رہیں، شعبۂ حفظ یا دیگر ابتدائی درجات میں ایک سال میں کتاب ختم نہ ہونے کا امکان ہو تو دو حصے کرکے دو سال میں پختگی کے ساتھ یہ کتاب پڑھائی جاسکتی ہے۔ کتاب کی صحت کی ذمہ داری کیلئے یہ بات کافی ہے کہ اول تو خود مرتب مولانا محمد رضوان القاسمی صاحب ایک ذمہ دار عالم اور فاضلِ دیوبند ہیں دوسرے ابتداء میں حضرت مولانا سید اصغر حسین (میاں صاحبؒ) محدّثِ دیوبند کی مؤلفہ کتاب "گلزارِ سنت"، ہی کو عصری زبان میں تبدیل کرنے کی خدمت انجام دی گئی ہے، مرتب کی طرف سے اضافہ اور حاشیہ نے اس کتاب کی اہمیت کو کہیں دوبالا کردیا ہے۔

میری دعا ہے کہ حق تعالیٰ اسے قبولیتِ عامہ سے بہرہ مند فرمائے اور نجاتِ آخرت کا ذریعہ بنائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

احقر سید شریف حسین ترمذی غفرلہٗ۔

(حضرت مولانا سید شریف حسین صاحب ترمذی (مرحوم)
سابق ناظم مجلسِ علمیہ آندھرا پردیش)

۶ رذوقعدہ ۱۴۰۲ھ
م ۲۶ راگست ۱۹۸۲ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سخنِ اوّلین

ایک رسول کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا ہے کہ معرفتِ الٰہی کا جو عکس انسان کی زندگی پر پڑنا چاہیئے اس کو رسول کی روزمرہ کی زندگی میں مشاہدہ کرا دیا جائے۔ اگر باطن میں معرفت کا نور جلوہ گر ہو تو ظاہر کی ایک ایک چیز میں جو نورانیت ہونی چاہیئے پیغمبر کی زندگی اس کا کامل نمونہ ہوتی ہے اسی وجہ سے اس کی زندگی کی ایک ایک ادا کو پیروی کے لئے "اسوۂ حسنہ" کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اور جو اس اسوۂ حسنہ کی پیروی میں جتنی ترقی کرتا ہے وہ خدا کی محبت اور اس کی محبوبیت میں اتنی ہی ترقی کرتا ہے۔

عام رسولوں کی طرح خدا کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا بھی یہی مقصد تھا بلکہ آپؐ کے ذریعہ اس مقصد کی تکمیل کمال درجہ میں ہوئی ہے اسی لئے قرآن حکیم میں ارشاد ہوا ہے۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ (آل عمران: ۳۱)

(اے محمدؐ) آپ کہہ دیجیئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ

بیشک تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں

اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْراً ○ (الاحزاب ۲۱)

بہترین نمونہ ہے (یعنی) اس شخص کے لئے جو اللہ (سے ملنے) اور قیامت (کے آنے) کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔

یہ آیت بتا رہی ہے کہ ہر معاملہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اور زندگی لوگوں کے لئے نمونہ ہے لیکن اس بات کو ماننے والے اور اس پر عمل کرنے والے وہی لوگ ہیں جو قیامت کا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے کا یقین رکھتے ہیں اور بہت کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی لوگوں کے لئے کس طرح نمونہ ہے اور کیسے لوگوں کے لئے نمونہ ہے؟

صحابۂ کرامؓ نے اس پر عمل کر کے بتا دیا۔ یہ حضرات آپؐ کی ایک ایک ادا کو دیکھتے، اس کو نگاہوں میں رکھتے اور پھر اس کی تقلید کرتے تھے آپؐ کس طرح اٹھتے ہیں، کس طرح بیٹھتے ہیں، کس طرح سوتے ہیں، کس طرح جاگتے ہیں کس طرح چلتے ہیں، کس طرح گفتگو کرتے ہیں، کس طرح کھانا کھاتے ہیں، کس طرح ہاتھ دھوتے ہیں، کس طرح وضو کرتے ہیں، کس طرح نماز پڑھتے ہیں، کس طرح سفر کرتے ہیں، کس طرح سفر سے واپس آتے ہیں، کس طرح ملاقات کرتے ہیں، کس طرح کسی سے اجازت چاہتے ہیں؟ غرض یہ حضرات صحابہ آپؐ کی تمام حرکات وسکنات پوری طرح نظر میں رکھتے اور پھر ان میں سے ہر شخص کی یہ دلی خواہش ہوتی کہ وہ اپنی زندگی کو زیادہ سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے سانچے میں ڈھالے اور یہ اہتمام کسی خارجی دباؤ کے تحت نہیں بلکہ محبت وعقیدت کے جذبے سے سرشار ہو کر، حصولِ رضاءِ الٰہی

کی خاطر اور اجر آخرت کی بنیاد پر کرتے تھے۔

آج کے خدا بیزار، آخرت فراموش اور اخلاق سوز ماحول میں بھی حضرات صحابہؓ جیسی قلبی کیفیات ہی کے ذریعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور عمل کو اپنا سکتے ہیں۔

زیر نظر رسالہ "گلدستۂ سنت" ایک مرد مؤمن اور مسلم کے اندر اسی کی تحریک پیدا کرتا ہے۔ زندگی کے شب و روز کو سنتِ نبویؐ کے سانچے میں ڈھالنے کی دعوت دیتا ہے اور اکبرالہ آبادی کی زبان میں کہتا ہے ؎

قدم بڑھاؤ، ترقی کرو ضرور و لے،
رہے رسول کے قدموں پہ سر خدا کیلئے

یہ رسالہ دراصل مولانا میاں اصغر حسین دیوبندیؒ کا تالیف کردہ ہے حضرت میاں صاحبؒ دیوبند ہی میں ۱۲۹۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۳۲۰ھ میں دارالعلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ ۱۳۶۳ھ کے اواخر میں اپنے متوسلین کی دعوت پر گجرات تشریف لے گئے۔ راندیر میں قیام تھا کہ اچانک حرکتِ قلب بند ہوگئی اور ۲۲ محرم ۱۳۶۴ھ بروز دوشنبہ داعی اجل کو لبیک کہا اور وہیں دفن ہوئے۔

علومِ دینیہ، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض وغیرہ میں اعلیٰ درجہ کی لیاقت و استعداد حاصل تھی۔ اِک صاحبِ ورع و تقویٰ، عالم باعمل اور سلف کا نمونہ اور ان کے صحیح خلف تھے۔ آپ کی متعدد تصانیف ہیں۔ عام زندگی میں کام آنیوالے چھوٹے چھوٹے کئی رسالے لکھے ہیں۔ ہر رسالہ قیمتی، مستند اور بڑی بڑی کتابوں کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ زیر نظر رسالہ کا نام حضرت میاں صاحبؒ نے اولاً "طریقۂ رسول" یا "طریقہ سنت" تجویز فرمایا تھا لیکن بعد میں دیوبند سے گلزار سنت کے نام سے شائع ہوا۔ اس رسالہ کی زبان پرانی اور جملوں کی ساخت و ترتیب قدیم

تھی۔ راقم الحروف نے حتی الامکان مؤلف کے الفاظ اور اسپرٹ کو باقی رکھتے ہوئے اسے نئی زبان اور انداز میں تبدیل کرنے کی سعی کی ہے جس سے معنی و مفہوم کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ نیز اکثر مقامات پر موضوع کی مناسبت سے حاشئے تحریر کر دیئے گئے ہیں۔ ہر حاشیہ کے آخر میں حاشیہ نگار کے نام کا مخفف م۔ ر (محمد رضوان) بطور علامت اور مؤلف کی عبارت سے امتیاز کے لئے درج کر دیا گیا ہے۔ اصل کتاب کے بعد ضروری اور روزمرہ پیش آنے والی سنتوں کا اضافہ بھی حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحب حقی مدظلہ، کی تحریروں اور دیگر کتابوں کی مدد سے کر دیا گیا ہے۔ ضروری آداب بھی درج کئے گئے ہیں۔

اس موقعہ پر اس کا اظہار بھی ضروری ہے کہ ہمارے بزرگوں میں حضرت مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ، کو سنتوں کے تاکیدی بیان میں امتیاز حاصل ہے مولانا ممدوح اپنے مواعظ میں سنتوں پر عمل پیرا ہونے کے لئے مختلف انداز اور اسلوب سے بڑے سوز و گداز اور خاص کیفیت کے ساتھ زور دیتے ہیں۔ راقم الحروف کو اس رسالہ کی اشاعت کی تحریک مولانا کے بیان ہی سے ہوئی۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء[۱]۔

مجھے یاد ہے مولانا نے ایک دفعہ سنت کی اہمیت پر وعظ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ سنت کا مطلب "اکمل" ہے۔ یعنی اس سے زیادہ کامل طریقہ اور راستہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ "اجمل" ہے یعنی اس سے زیادہ کوئی طریقہ اور راستہ جمیل، پرکشش اور جاذبِ نظر نہیں ہو سکتا۔ اسہل ہے یعنی کوئی بھی طریقہ اور راستہ اس سے زیادہ سہولت بخش اور آسان نہیں ہو سکتا، بغیر بار

---

[۱] مولانا ابرار الحق صاحب مدظلہ اس پر کافی زور دیتے ہیں کہ روزانہ کم از کم ایک سنت یاد کی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ دینی مدارس و مکاتب میں اس کا خاص اہتمام ہو، اس سے سنتوں کا چلن عام ہوگا۔

پریشانی اور دقت کے انسان کا کام طریقۂ سنت سے انجام پاتا ہے۔

انسانی زندگی کے مختلف مراحل میں مہد سے لے کر لحد تک یا دوسرے لفظوں میں "گود سے لے کر گور تک" جو مسائل پیش آتے ہیں، ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جو ہدایت اور رہنمائی کرتی ہے اسے آپ بغور دیکھ جائیے۔ ہر ہر قدم پر آپ کو مولانا کی بات میں کامل صداقت محسوس ہوگی اس کے برخلاف عادت، طبیعت، مزاج، رسوم و رواج اور بدعات کا سکہ جو چل رہا ہے اس میں طرح طرح کی پیچیدگیاں، کٹھنائیاں اور پریشانیاں نظر آئیں گی اس لئے کسی بھی عمل کو کرنے سے پہلے یہ دیکھئے کہ اس پر مہرِ محمدی ہے یا نہیں اگر ہے تو کیجئے ورنہ ردّی کی ٹوکری میں ڈال دیجئے۔

آپ اپنی نظر اس حقیقت پر جمائے رکھئے کہ فتنہ و فساد اور بدعات و خرافات کے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا گیا تو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ آپ سے محبت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ آپ کی سنتوں پر عمل کیا جائے۔ اس سلسلہ میں آپؐ کا یہ کتنا واضح ارشاد ہے:-

مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِیْ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ	جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے
وَمَنْ اَحَبَّنِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ (ترمذی)	محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے
	ساتھ ہوگا۔

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

سنت کے تعلق سے اس حقیقت پر بھی نظر رہے کہ ہر سنت میں بظاہر ایک قدر نظر آتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے اس میں کئی قدریں مقدر کر رکھی ہیں جن کا ظہور خاص مواقع اور حالات میں ہوتا رہتا ہے مثلاً مسواک کی سنت کی ظاہری قدر تو یہ ہے کہ وہ منہ کی صفائی کا کام کرتی ہے مگر ایک جنگ کے موقعہ پر اس سنت پر اخلاص سے عمل کیا گیا تو تلوار کی بھی قدر پیدا ہوگئی۔

یہ وہ وقت تھا جب کہ اسلامی فوج دشمنوں کے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اور کئی ہفتے گذر چکے تھے۔ جب اسلامی فوج کو جائزے کے بعد معلوم ہوا کہ ہم سے کئی دن سے مسواک کی سنت متروک ہوگئی ہے اور شاید اسی پاداش میں قلعہ فتح نہیں ہو رہا ہے تو اس احساس کے بعد بیک وقت سب مسواک کرنے لگے تو دشمنوں نے قلعہ کی برجیوں سے دیکھ کر یہ تاثر لیا کہ مسلمان واپس جانے والے نہیں۔ یہ زچ آگئے ہیں اور دانت تیز کر رہے ہیں تاکہ ہمیں کچا چبائیں۔ خیریت اسی میں ہے کہ قلعہ کا دروازہ کھول دیا جائے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ گویا تلوار جہاں فیل ہو رہی تھی وہاں مسواک نے تلوار سے بڑھ کر کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے محبوب کی مسواک کی سنت میں منہ کی صفائی کے ساتھ جنگ کے اس خاص موقعہ پر تلوار اور طاقت کی قدر پیدا فرما دی۔ کاش! دلِ حساس اس کو محسوس کرسکتا اور چشم بینا اسے دیکھ سکتی۔

آج مسلمانوں میں اس حوصلے کی سب سے زیادہ ضرورت ہے کہ زمانہ اور ماحول سے متاثر ہوئے بغیر سنت کی اہمیت اور عظمت کو محسوس کرتے ہوئے اس پر عمل کرے اور مستانہ وار یہ کہہ سکے ؎

گو ہوا دشمن زمانہ ہو مگر اے دل ہمیں
دیکھنا یہ ہے مزاجِ یار تو برہم نہیں

یہ دیکھئے، صحابی رسول حضرت حذیفہ ابن یمانؓ ہیں۔ خادم ساتھ ہے ملک عجمی ہے، دسترخوان پر کھانا کھا رہے ہیں۔ لقمہ گر پڑا ہے، گرے ہوئے لقمہ کو صاف کرکے منہ میں ڈال رہے ہیں۔ خادم اشاروں میں یہ پیغام دے رہا ہے کہ عجمیوں میں یہ طریقہ معیوب ہے وہ ایسے شخص کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ حضرت حذیفہؓ برہم ہوکر عشقِ رسولؐ سے سرشار فرما رہے ہیں:

ءَاَترُکُ سُنَّةَ حَبِیبِي لِهٰؤلآءِ — کیا میں اپنے محبوب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت

الحمقاء۔ ان احمقوں (اور دین ناآشناؤں) کی وجہ سے چھوڑ دوں؟

تاریخ بتاتی ہے کہ لوگوں کے طعن و تشنیع سے کسی سچائی اور پاکبازی کو چھوڑ دینا ابو طالب کا شیوہ ہے اور ساری ملامتوں کے جھرمٹ میں حق کے سامنے گردن ڈال دینا حضرت حذیفہ کی سنت۔ اور ظاہر ہے ایک مومن کے لئے حضرت حذیفہ کا اسوہ تو قابلِ تقلید ہو سکتا ہے لیکن ابو طالب کا نقشِ قدم کسی طرح نشانِ راہ نہیں بن سکتا۔

ذرا دوسری طرف نظر ڈالیئے۔ یہ بزرگانِ دین کے سرخیل حضرت شبلیؒ ہیں آخری وقت ہے۔ بے ہوشی کی کیفیت طاری ہے مگر اس کے باوجود وضو کیلئے اصرار کر رہے ہیں۔ متوسلین اور مریدین کہہ رہے ہیں کہ حضرت! اس حالت میں وضو سے آپ کو تکلیف ہوگی مگر ماننے کے لئے تیار نہیں، وضو کرا دیا گیا۔ پھر فرما رہے ہیں وضو کراؤ۔ مریدین کہہ رہے ہیں کہ حضرت! ابھی تو آپ کو وضو کرایا گیا ہے، فرماتے ہیں، وضو کراؤ، کیوں کہ وضو میں حضورؐ کی سنت انگلیوں کے خلال کی بھی ہے۔ تم نے مجھے خلال نہیں کرایا۔ کیا میں دنیا سے اس حال میں جاؤں اور قبر میں حضورؐ کا سامنا اس طرح کروں کہ آپؐ کی ایک سنت کو چھوڑنے کا الزام ہو، یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جب دوبارہ انگلیوں کے خلال کی رعایت کے ساتھ وضو کرایا گیا تو وضو کی تکمیل کے ساتھ ہی ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ گویا ؎

دی کس طرح سے جان تہہ تیغ داغ نے
لب پر تبسم اور نظر یار کی طرف

دیوبند چلیئے، دار العلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سے ملئے انگریز کا زمانہ ہے۔ مولانا کے نام گرفتاری کا وارنٹ جاری ہے۔ احباب واعزہ کی خواہش اور اصرار پر مصلحتاً چھپ جاتے ہیں۔ تین دن کے بعد پھر باہر آجاتے ہیں

لوگ کہتے ہیں کہ حالات ابھی ٹھیک نہیں ہوئے ہیں۔ پولیس آپ کی تلاش میں پھر رہی ہے۔ کچھ دنوں چھپے رہیں۔ مولانا نے نظر دور کی پائی تھی۔ کیا عجیب و غریب استدلال کرتے ہیں۔ اتباعِ رسولؐ کے جذبے سے کس قدر سرشار ہیں، فرماتے ہیں:

"حالات جو بھی ہوں مگر میں تین دن سے زیادہ چھپا نہیں رہ سکتا۔ ہمارے آقا (سلام ہو ان پر، درود ہو ان پر) ہجرت کے موقع پر دشمنوں کے تعاقب سے غارِ ثور میں تین ہی دن چھپے رہے تھے۔ اس سے زیادہ دن چھپ کر میں سنت کی خلاف ورزی نہیں کرسکتا۔"

یہ دیکھئے حیدرآباد ہے۔ محلہ کا نام گھانسی بازار ہے۔ یہاں ایک بزرگ حضرت مسکین شاہ صاحبؒ تشریف فرما ہیں (مقبرہ ان کا علی آباد حیدرآباد میں ہے) عمر ان کی کافی ہوچکی ہے۔ بالکل بوڑھے ہوگئے ہیں۔ آپ کی خدمت میں ایک خاتون آئی ہوئی ہیں۔ یہ بھی بہت بوڑھی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ سے اپنے حلقۂ ارادت میں لینے کی خواہش کرتے ہوئے ہاتھ بڑھاتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ ہاتھ کھینچ لیتے ہیں کیوں کہ مرد کے لئے جائز نہیں کہ وہ اجنبی عورت کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے۔ اسی لئے عورتوں کو بیعت کرنے میں حضورؐ کی سنت یہ ملتی ہے کہ کپڑے کا ایک سرا اپنے ہاتھ میں تھاما، دوسرا ان کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت مسکین شاہ صاحبؒ ایسا ہی کرنا چاہتے ہیں۔ خاتون بول پڑتی ہیں: "حضرت میں بھی بوڑھی، آپ بھی بوڑھے، پھر ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے میں کیا حرج ہے؟" حضرت شاہ صاحبؒ جواب دیتے ہیں، ایسا جواب جس میں ان کی بصیرت، فراست اور تعلقِ شریعت و سنت پورے طور پر جلوہ گر ہے۔ فرماتے ہیں:

"یہ صحیح ہے کہ میں بھی بوڑھا ہوں، تم بھی بوڑھی ہو مگر خدا کی شریعت اور اس کے رسول کی سنت تو جوان ہے۔"

اس باشندے کی طرف بھی دیکھیے، لوگ کہتے ہیں کہ یہ انگریز ہے۔ اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد مسلمان ہوگیا ہے۔ اسلام قبول کرتے ہی اس نے داڑھی مونڈنی چھوڑ دی۔ کچھ لوگ اس سے کہہ رہے ہیں کہ داڑھی رکھنا اسلام میں کچھ ضروری نہیں ہے۔ آپ نے خواہ مخواہ داڑھی مونڈنی چھوڑ دی؟ اس سوال پر نومسلم انگریز کی حمیت اسلامی بھڑک اٹھتی ہے، اطاعتِ رسول کا جذبہ جوش میں آتا ہے، اب اس کی زبان سے بڑے پتے اور حکمت کی بات نکل رہی ہے۔

"جناب والا، میں ضروری اور غیر ضروری کی تقسیم نہیں جانتا، میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے اور جب میں نے ان کی اطاعت قبول کرلی تو اب ان کا حکم بجالانا میرا فرض ہے کسی ماتحت کا یہ کام نہیں ہے کہ افسرِ بالا کے احکام میں سے کسی کو "ضروری" اور کسی کو "غیر ضروری" قرار دے"۔ [۱]

بات صرف حضرت حذیفہؓ، شبلیؒ، قاسمؒ، مسکین شاہ صاحبؒ اور نومسلم انگریز ہی کی نہیں۔ تاریخ کے اوراق اس طرح کی شخصیتوں کے کردار سے روشن ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ہم نے ان واقعات سے کہاں تک سبق لیا اور سنت کے نور سے اپنی خلوت و جلوت اور رزم و بزم کو کہاں تک منور کیا ہے؟ جس نے کہا سچ کہا؎

کافی نہیں کہ بیٹھ کے مدح و ثنا کریں
اٹھو کہ آج حقِ محبت ادا کریں

حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب مدظلہٗ کی یہ بات بھی کس قدر صداقت لئے ہوئے ہے؎

---

[۱] عام طور پر لوگ سنت کو معمولی سمجھتے ہیں۔ اس نومسلم انگریز کی یہ بات فکر و نظر کی تبدیلی کے لئے بہت کافی ہونی چاہئے۔

خدا شاہد کہ ہم سارے جہاں پر حکمراں ہوتے
رسولِ پاکؐ کی سنت اگر اپنا چلن ہوتا

خدا کرے "گلدستۂ سنت" جیسی کتابیں سنت کے چلن کو عام کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے۔ اس کا نفع عام و تام ہو اور ہم سبھوں کو اپنے رسولؐ کی سچی محبت عطا کرے اور آپؐ کی سنت پر چلنے کی توفیق خاص مرحمت فرمائے (آمین)

محمد رضوان القاسمی

۲۲ شوال ۱۴۰۲ھ م ۱۳ اگست ۱۹۸۲ء

طبعِ دوم: "گلدستۂ سنّت" کا پہلا ایڈیشن تقریباً گیارہ سال پہلے "دارالقلم حیدرآباد" کی طرف سے منظرِ عام پر آیا، بحمد اللہ سنتِ نبویؐ کی برکت سے اہلِ ذوق نے اس کو اپنی چشمِ محبت کا سُرمہ بنایا، اور بہت سے دینی مدارس نے اس کو اپنے نصاب میں بھی داخل کیا، عرصہ ہوا کہ یہ ایڈیشن ختم ہوچکا تھا اور احباب کی طرف سے نئے ایڈیشن کا تقاضا تھا مگر افسوس کہ بعض وجوہ سے اس میں تاخیر ہوتی چلی گئی اور اَب اسکی اشاعت کی نوبت آرہی ہے، وکل شئ مرھون بوقتہ ــــــ اس نئے ایڈیشن میں کچھ اضافہ بھی کیا گیا ہے اور ایک دو جگہ معمولی سی ترمیم بھی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عطا فرمائے، لوگوں کیلئے نفع کا ذریعہ بنائے اور سنّتِ نبویؐ پر عمل کا ذوق عام ہو کہ:

بہ مصطفٰے برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی، تمام بولہبی است

محمد رضوان القاسمی
ناظم دارالعلوم سبیل السلام، حیدرآباد

مسجدِ عامرہ، عابد روڈ، حیدرآباد
۲۷ رجب ۱۴۱۲ھ م ۲۱ جنوری ۱۹۹۲ء

گلدستۂ سنت

صبح میں جاگنے اور کام میں مصروف ہونے کا مسنون طریقہ

طریقہ: جب صبح میں جاگو تو تین دفعہ اَلحمدُ لِلّٰہ، اَلحمدُ للّٰہ، اَلحمدُ لِلّٰہ کہو اور کلمۂ طیبہ کے ساتھ یہ دعا پڑھو: اَلحمدُ لِلّٰہِ الَّذی رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَلَمْ یُمْسِکْھَا فِی مَنَامِیْ۔ یا یہ پڑھے اَلحمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِی بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْہِ النُّشُوْر۔

سنت: برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک تین دفعہ خوب دھولو۔

سنت: اگر فرصت ہو تو صبح کی نماز کے بعد سورج کے ایک بانس بلند ہونے تک جس جگہ نماز صبح ادا کی تھی وہاں بیٹھا رہے اور اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ پھر دو رکعت یا چار رکعت نفل (اشراق) پڑھ کر اٹھے۔ اس صورت میں انشاء اللہ وہ ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب پائے گا۔

طریقہ: اس کے بعد کسی حلال روزی کے شغل وحصول میں لگ جائے اور تمام دن کی نمازیں وقت پر پڑھتا رہے تو ایسی صورت میں یہ تمام دن عبادت ہی میں لکھا جائے گا۔

سنت: اللہ تعالیٰ جس آدمی کو فرصت دے اس کو چاہیئے کہ دوپہر میں تھوڑی دیر کے لئے لیٹ جائے۔ یہ ضروری نہیں کہ سوئے بلکہ لیٹ جانا کافی ہے اگرچہ اس کو نیند نہ آئے (اصطلاح میں اس لیٹنے کو "قیلولہ" کہتے ہیں)

رات کی سنّت

سنتِ اطفال: جب شام ہو جائے تو بچوں کو گھر میں روک لو اور ان کو باہر نہ نکلنے دو، اسلئے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اس وقت شیطان کا لشکر پھیلتا ہے۔

سنتِ مکان: جب عشاء کی نماز کے بعد گھر میں آؤ تو گھر کا دروازہ بند کرلو زنجیر، کواڑ یا پٹی سے۔

سنتِ گفتگو: عشاء کے بعد طرح طرح کے قصّے کہانی سننے سنانے میں مصروف نہ ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ اس لغو مصروفیت سے صبح کی نماز قضا ہو جائے، بلکہ سو جانا چاہیے البتہ نصیحت کی باتیں سنائی جائیں یا نیک بندوں مثلاً انبیاء، اولیاء وغیرہ کا ذکر کیا جائے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی طرح بعد نمازِ عشاء کوئی پیشہ والا اپنا کام کرے تو اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

سنتِ چراغ: جب رات میں سونے لگو تو چراغ گل کر دو، جلتا نہ رہنے دو کہ اس میں بڑا اندیشہ ہے۔ دیکھو، اس سے سنت کا ثواب بھی حاصل ہوگا اور امکانی خطرے سے حفاظت بھی رہے گی، اسی طرح جو آگ چولھے میں ہو اس کو مٹی یا راکھ سے دبا دو اور کھلی نہ چھوڑو۔

فائدہ: تمام علماء کے نزدیک حقہ مکروہ ہے کیوں کہ یہ منھ میں بدبو پیدا کرتا ہے[1] پس بہتر یہ ہے کہ اس کا پینا چھوڑ دو۔ اور اگر مجبور ہو کہ تم اس کو چھوڑ نہیں سکتے تو دن میں کئی بار تازہ کرتے رہنا چاہیے تاکہ اس کا پانی نجس نہ ہو جائے۔ اور سڑ نہ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو ایسے حقہ کا پینا حرام ہے[2]۔

---

[1] بیڑی سگریٹ وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

[2] بیڑی، سگریٹ اور حقہ نوشی سے منھ میں بدبو پیدا ہوتی ہے۔ انہیں ترک کرنا چاہیے، جسمانی

(اگلے صفحہ پر)

پھر حقہ والوں کو چاہیئے کہ سونے کے وقت اپنے سے حقہ کو دور کریں اور مسواک کریں اور منہ کو صاف کر کے سوئیں۔ حقہ پیتے ہوئے نہیں سونا چاہیئے کہ اس میں جان اور دین دونوں کا بہت نقصان ہے۔ کیا تم نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو اسی حقہ کے شوق میں پیتے ہوئے سو گئے اور اس بے احتیاطی کے نتیجہ میں جل گئے، یاد رکھو، یہ بہت کام کی بات ہے اور غفلت کو چھوڑ دو۔

سنتِ برتن : سونے سے پہلے تمام برتنوں کو ڈھانپ دو اور کوئی برتن کھلا نہ رہنے دو۔ اس سے وبا کا اثر ہوتا ہے اور شیطان راہ پاتا ہے۔ اگر برتن کو چھپانے اور ڈھانپنے کیلئے کچھ بھی نہ ملے تو ایک لکڑی لو اور بسم اللہ پڑھ کر برتن پر رکھ دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہی کافی ہے۔

سنتِ بستر : سونے سے پہلے بستر کو کپڑے اور تہبند کے کنارے سے جھاڑو۔ یہ حدیث کا مضمون ہے اور مسنون طریقہ یہی ہے۔ اس سے بہت ثواب پاؤ گے۔ ہماری جان و مال طریقۂ سنت پر فدا ہو۔ اے اللہ! ہم کو طریقۂ سنت پر زندہ رکھ اور طریقۂ سنت ہی پر موت دے اور ہم کو نیکو کاروں کے ساتھ ملا۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) صحت کے اعتبار سے بھی یہ مضر ہے، جو لوگ عادی ہوں انہیں منہ کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ بہت سے لوگ بیڑی سگریٹ پیتے ہوئے مسجد کے دروازہ تک چلے آتے ہیں، بقیہ حصہ کو پھینک کر مسجد میں داخل ہوتے ہیں۔ شاید ہی کوئی مسواک کرتا ہو گا یا منجن استعمال کرتا ہو گا محض کلی پر اکتفا کر کے نماز شروع کر دیتے ہیں۔ کہیں ایسوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی نوبت آجائے تو نماز پڑھنی دشوار ہو جائے۔ فرشتوں کو تکلیف الگ ہوتی ہے۔

حدیث میں اس سے سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے اور اسی حدیث کی روشنی میں فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ "بدبودار چیز کھانے پینے کے بعد منہ صاف کئے بغیر مسجد و مدرسہ، عید گاہ، نماز پڑھنے کی جگہ اور تعلیم، وعظ اور تبلیغ کی مجلسوں اور اجتماعات میں شریک ہونا مکروہ ہے۔
(م۔ د)

سنتِ خواب: جب تم سونے کا ارادہ کرو تو قرآن شریف کی کسی قدر سورتیں پڑھو۔ آیۃ الکرسی، چاروں قل، الحمد شریف اور درود شریف پڑھ لو تو بہت اچھا ہے۔ اگر تم سے زیادہ نہ ہوسکے تو ایک دو سورتیں ضرور پڑھ لو کہ یہ دنیا اور آخرت کی نیک بختی کا سبب ہے۔ سورۂ ملک اور الٓمٓ سجدہ پڑھنا بھی مسنون ہے۔ اگر خواب میں کوئی بات نظر آئے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھو اور کروٹ بدل لو جس کو خواب کا مفصل حال دیکھنا ہو اور نیند میں ڈر جانے کا، تو وہ ہمارا رسالہ "تعبیر صادق" یعنی خواب نامہ حدیث شریف ملاحظہ کرے کہ اس میں بہت فائدہ پائے گا[1]۔ بہتر یہ ہے کہ پہلے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اور کلمہ طیبہ پڑھے اور باوضو ہو کر سوئے۔ باقی صبح میں جاگنے اور کام میں لگنے کا بیان اوپر گذر چکا ہے۔

کھانے پینے کی سنّت

سنتِ ید: ہاتھ دھونے کی سنت بہت باعث ثواب ہے۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا مستحب اور مسنون ہے، کوئی دھلائے تو انکار نہ کرے[2]۔

سنتِ دسترخوان: کپڑے کا دسترخوان یا کوئی عام کپڑا یا رومال بچھا کر کھانا

---

[1] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تم میں کوئی برا خواب دیکھے تو اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دے اور تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھے اور جس کروٹ لیٹا ہو اس کو بدل ڈالے۔ آپؐ سے یہ دُعا بھی منقول ہے: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ خَیْرَ رُؤْیَایَ وَاکْفِنِیْ شَرَّھَا۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ پراگندہ خواب دیکھنے والا اٹھے اور وضو کرکے نماز پڑھے۔ بُرے خواب سے پیدا ہونیوالی وحشت کے دور کرنے کی یہ مؤثر تدبیر ہے۔

[2] کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوتے جائیں۔ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوکر تولیہ یا رومال وغیرہ سے پونچھنا ضروری نہیں بلکہ نہ پونچھے تو زیادہ اچھا ہے البتہ کھانے کے بعد ہاتھ دھوکر پونچھنا مزید صفائی کا باعث ہے۔ (م۔ر)

سنت ہے۔ اگر دسترخوان چمڑے کا ہو تو بہت ہی عمدہ اور مسنون ہے[1]۔

سنتِ بسم اللہ: بسم اللہ کی سنت بڑی ضروری اور اہم ہے[2] اگر بسم اللہ پڑھ کر نہ کھایا جائے تو ایسے کھانے میں شیطان شریک ہو جاتا ہے اور کھانا بے برکت ہو جاتا ہے۔ اگر بسم اللہ کہنا شروع میں یاد نہ رہا ہو تو جس وقت یاد آئے پڑھ لے۔ اس سے کھانے میں پھر برکت آجاتی ہے۔

سنتِ شریک: اگر کئی آدمی ساتھ کھانے والے ہوں تو ہر ایک کو لازم ہے کہ اپنے آگے سے کھائے اور اگر کئی قسم کی چیزیں ملی ہوئی ہوں تو ہر ایک کو جائز ہے کہ وہ جس طرف سے چاہے کھائے۔ اور جو شخص تنہا کھاتا ہے سنت اس کے واسطے بھی یہی ہے کہ بیچ میں سے نہ کھائے بلکہ کنارے سے کھائے اس لئے کہ برکت بیچ میں نازل ہوتی ہے۔

سنتِ نشست: یعنی بیٹھنے کی سنت یہ ہے کہ دونوں گھٹنے کھڑے کر کے بیٹھے، یعنی اکڑو بیٹھ کر کھانا کھائے یا ایک پاؤں کو بچھائے رکھے اور ایک کو کھڑا رکھے اور کھانے کے لئے مربع بیٹھنا یعنی چوکی مار کر بلا ضرورت نہیں کھانا چاہیئے۔

سنتِ ہاتھ: کھانے اور پینے کے لئے داہنا ہاتھ استعمال کرنا چاہیئے اور اگر بائیں ہاتھ سے کھانے پینے کی عادت پڑ گئی ہو تو اس کو چھوڑ دے اور داہنے ہاتھ سے کھانا شروع کرے۔ کھانا کھاتے کے بعد جو کچھ دانہ گرا ہو اس کو اٹھا کر کھا لے اور اپنی انگلیاں چاٹ لے کہ اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔

سنتِ لقمہ: اگر کسی کے پاس سے اس کا لقمہ گر گیا تو صاف کر کے اس کو

---

[1] بحد مجبوری اگر میز کرسی پر کھانے کی نوبت آئے تو کھاتے وقت پاؤں اٹھا کر کرسی پر رکھ لینا چاہیئے۔ (م۔ د)

[2] الفاظ یہ ہوں تو بہتر ہے "بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ" (ترجمہ) خدا کے نام سے اور اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ (کھاتا ہوں یا پیتا ہوں) م۔ د۔

کھالینا چاہیئے اور شیطان کے واسطے اسے نہیں چھوڑنا چاہیے۔

سنتِ سرکہ: جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن کا محتاج نہیں ہے۔ سرکہ کھانا سنت ہے۔

سنتِ غلّہ: گندم یعنی گیہوں میں کسی قدر جَو کا ملانا سنت ہے۔ مثلاً کوئی خالص گیہوں کھاتا ہے تو پانچ سیر گیہوں میں آدھ سیر یا پاؤ سیر جَو ملا دے تاکہ سنت کا ثواب حاصل ہو۔

سنتِ گوشت: گوشت کا کھانا سنت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا و آخرت میں کھانوں کا سردار گوشت ہے۔

سنتِ برتن: برتن کو صاف کرلینا اور چاٹ لینا چاہیئے۔ اگر اس سنت کو ادا کرے گا تو بے حد ثواب پائے گا اور اس کے لئے پیالہ اور برتن مغفرت کی دُعا کریں گے۔

سنتِ شکر: کھانے کے بعد سب سے پہلے مولا کا شکر بجالائے اور یہ کہے:
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا اور مسلمانوں میں بنایا[1]

سنتِ شرب: پینے کی سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ میں لے کر[2] پیئے اور ایک سانس میں پیتا ہوا نہ چلا جائے بلکہ چاہیئے کہ دم لے کر تین سانس میں پیئے اور

---

[1] کوئی کھلائے تو یہ دُعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ۔ کوئی چیز کھائے تو یہ دُعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ۔

جب دودھ پیئے تو یہ دُعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہُ (اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور اس سے اور زیادہ دے)

[2] انگلیوں میں اگر کھانا لگا ہے تو اس کو چاٹ لے۔ محض برتن کے آلودہ ہونے کے خیال سے بائیں ہاتھ سے پانی پینے کا طریقہ صحیح نہیں ہے۔ برتن تو بعد میں دھل جائے گا مگر ترکِ سنت کے دھبّہ کا کوئی صابن نہیں۔ (م۔د)

شکر بجالائے[1] اسی طرح بیٹھ کر پینا چاہیئے ۔ کھڑے ہوکر پینا مکروہ ہے[2] ۔ البتہ زمزم کا پانی اور وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے ۔

طریقہ: کھانے میں عیب نہیں لگانا چاہیئے اور نہ بُرا کہنا چاہیئے ۔ اگر اچھا نہ معلوم ہو تو اس کو چھوڑ دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت شریفہ تھی اسی طرح ٹیک لگا کر یا لیٹ کر نہیں کھانا چاہیئے ۔ پہلے دسترخوان اٹھانا اور پھر خود اٹھنا چاہیئے ۔ دسترخوان اٹھاتے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہیئے : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا ـــ (ترجمہ) سب تعریف اللہ کے لئے ہے ۔ ایسی تعریف جو بہت ہو، پاکیزہ ہو اور بابرکت ہو ۔ اے ہمارے رب! ہم اس کھانے کو کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے یا اس سے غیر محتاج ہو کر نہیں اٹھا رہے ہیں[3] ۔

---

[1] پانی پینے میں ہر سانس کی ابتدا "بسم اللہ" سے کرے اور ختم پر الحمد للہ کہے ۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں یہ دُعا پڑھتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَهُ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اس پانی کو اپنی رحمت سے شیریں اور مزیدار بنایا اور ہمارے گناہوں کے سبب اس کو نمکین اور شور (کھارا) نہیں کیا ۔ (م ۔ ر)

[2] مجبوری ہو یا بیٹھنے کی جگہ صاف نہ ہو تو اجازت ہے ۔ عام حالات میں کھڑے ہوکر کھانا اور پینا مکروہ ہے ۔ آجکل میز پر کھانا جمع کر کے کھڑے کھڑے اِدھر اُدھر سے جو لوگ کھاتے ہیں جسے بفے سسٹم کہا جاتا ہے اس کے غیر مہذب اور مکروہ ہونے میں کوئی شک نہیں اس سے بچنا چاہیئے ۔

[3] کھانے کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ لقمہ چھوٹا بنانا چاہیئے ۔ چبا کر کھانا چاہیئے ۔ میزبان کو چاہیئے کہ مہمان کو کھانے میں رغبت دلائے اگر مہمان کو رغبت نہ ہو تو تین بار سے زیادہ اصرار بھی نہ کرے ۔ مہمان کو بھی تکلف سے کام نہیں لینا چاہیئے ۔ بہت زیادہ گرم کھانا نہیں کھانا چاہیئے ۔ کھانے کو سونگھنا اور پھونکنا مکروہ ہے ۔ ایک ساتھ دسترخوان پر کھانے میں برکت ہے ۔ اجتماعی کھانے میں ایک دوسرے کی رعایت ضروری ہے، احباب کے فارغ ہونے سے پہلے ہاتھ نہ کھینچے ، کم خوراک ہو تو پہلے ہی سے آہستہ آہستہ کھائے تاکہ سب کے ساتھ کھانا ختم ہو ۔ پیٹ کے دو حصے میں کھانا کھائے ۔ ایک حصہ پانی کے لئے چھوڑ دے ۔ کھاتے ہوئے نہ بہت زیادہ بات کرے نہ ہی بالکل خاموش رہے ۔ ہلکی پھلکی باتیں متوسط انداز میں کی جائیں ۔ کھاتے ہوئے کوئی ناگوار بات سامنے نہ لائے کوئی بُری خبر یا کسی کی موت وغیرہ کا تذکرہ نہ کرے ۔ آداب الصالحین (مؤلفہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ) میں ہے کہ

(آئندہ صفحہ پر)

لباس اور کپڑوں کی سنتیں

سنتِ رنگ: ہمارے حضرتؐ کو سفید رنگ کا کپڑا محبوب تھا اور آپؐ سے سیاہ رنگ کا کپڑا پہننا بھی ثابت ہے۔

سنتِ عمامہ: سیاہ عمامہ یعنی صافہ باندھنا مستحب ہے اور اس کا شملہ ایک ہاتھ کی مقدار یا اس سے زیادہ مسنون ہے[۱]۔

پہننے کی سنت: مسنون ہے کہ کپڑے دائیں طرف سے پہنے اور جوتا بھی پہلے دائیں پاؤں میں پہنے۔

سنتِ جدید: نئے کپڑوں کی سنت یہ ہے کہ ان کو پہن کر یہ دعا پڑھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا۔ (سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا)

سنتِ تہبند: یہ ہے کہ لنگی، تہبند اور پاجامہ ٹخنے سے اوپر رہے، نیچے ہرگز نہ لٹکائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس عمل سے سخت ناراض ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ٹخنے سے نیچے تہبند (اور پاجامہ وغیرہ) لٹکائے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر نہیں فرمائے گا۔

سنتِ ٹوپی: عمامہ اور صافہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت[۲] ہے، پس جس نے

(بقیہ صفحہ گذشتہ) کھانے کی ابتدا اور اس کی انتہا نمک سے کرے، حضرت علیؓ سے ایسا ہی منقول ہے۔ (م۔ر)

[۱] خصائل نبویؐ میں ہے کہ آپؐ جب عمامہ باندھتے تھے تو (شملہ) دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ لیتے تھے۔ اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے۔ آپ عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے۔ شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے، عمامہ تقریباً ۷ گز ہوتا تھا۔ (م۔ر)

[۲] سراج المنیر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ وطن میں آپ سفید کپڑے کی چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے، آپؐ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے۔ (م۔ر)

بغیر ٹوپی کے صافہ باندھا اس نے سنت کے خلاف کیا۔ جس نے بغیر ٹوپی کے صافہ باندھا اور سر کھلا رہا تو اس صورت میں اس کی نماز مکروہ ہوگی۔ ان معتبر مسائل کو یاد رکھو کہ یہ دنیا و آخرت میں کام دیں گے۔

سنتِ لنگی : سنت یہ ہے کہ لنگی کو تہبند کے طریقے پر اوپر باندھو تاکہ رسول اللہؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ادا ہو اور بے حد ثواب حاصل ہو۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ تمہارے اور کافروں کے لباس میں فرق رہنا چاہیئے۔

سنتِ تکیہ : وہ تکیہ مسنون ہے جس کے اندر کسی درخت کی چھال ہو۔ اگر کھجور کے درخت کی چھال ہو تو بہت زیادہ بہتر ہےؔ۔

عورتوں کیلئے ہدایت : یہ ہے کہ وہ ایسا کپڑا پہنیں کہ جس کی آستین ہاتھ تک آجائے اور جو عورتیں ایسا کرتہ پہنتی ہیں کہ اس کی آستین آدھے ہاتھ کہنی تک ہوتی ہے وہ سخت گنہگار ہوتی ہیں۔

عورتوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ایسا کپڑا نہ پہنیں جس سے بدن نظر آئے، کیوں کہ حدیث کے بموجب آخرت میں ایسی عورتیں اس حال میں اٹھائی جائیں گی کہ ان کے بدن پر لباس نہ ہوگا۔ اے مسلمانو! یہ ضروری مسئلے اپنے گھر کی عورتوں کو سنا دو[1]۔

---

[1] لباس ایسا پہننا چاہیئے کہ جو شریعت کی نظر میں پرہیزگاروں کا لباس ہو جس سے کبر و غرور کا اظہار نہ ہو، جو نہ عورتوں کے لئے مردوں سے مشابہت کا ذریعہ ہو اور نہ مردوں کے لئے عورتوں سے مشابہت کا۔ ایسا لباس پہننا چاہیئے جس کو دیکھ کر محسوس ہو سکے کہ لباس پہننے والا کوئی خدا ترس اور بھلا انسان ہے اور عورتیں لباس میں ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے ان کے لئے مقرر کی ہیں اور مرد ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے ان کے لئے مقرر کی ہیں ——— تہبند اور پاجامہ وغیرہ پہننے کے بعد بھی ایسے انداز سے لیٹنے اور بیٹھنے سے بچنا چاہیئے جس میں بدن کھل جانے اور نمایاں ہونے کا اندیشہ ہو۔ (م۔ ر)

ؔ حدیث سے ثابت ہے کہ اگر کوئی تکیہ، خوشبو یا دودھ پیش کرے تو واپس نہیں کرنا چاہیئے۔ (م۔ ر)

زیب وزینت کی سنت

سنتِ انگشتری: مرد ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی نہ پہنے۔ سونے کی انگوٹھی مرد کے لئے بالکل حرام ہے اس لئے اسے ہرگز نہ پہننا چاہئے ——— ہم نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ انگوٹھیاں بہت زیادہ وزندار پہنتے ہیں بلکہ دو دو چار چار پہن لیتے ہیں، پس ان کو یہ شعار چھوڑنا چاہئے۔ اصل میں زیور عورتوں کیلئے باعثِ زینت ہے اور مردوں کیلئے چاندی کی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ کی انگوٹھی پہننا جائز نہیں ہے۔

سنتِ بال: جس شخص کے سر پر بال ہوں ان کو چاہئے کہ کبھی کبھی ان کو دھویا کرے اور کنگھا کرتا رہے مگر بہتر یہ ہے کہ سر اور داڑھی میں کنگھا ہر روز نہ کرے بلکہ تیسرے روز کرے یعنی کبھی کبھی کوئی دن خالی چھوڑ دے [۱]۔

سنتِ خضاب: جس کی ڈاڑھی کے بال سفید ہوں وہ مہندی اور تیل کے ساتھ خضاب کرسکتا ہے، بالکل سیاہ خضاب نہیں کرنا چاہئے کہ یہ مکروہ ہے۔

سنتِ مونچھ و ڈاڑھی: مونچھ [۲] نہ بڑھاؤ اور ڈاڑھی کو بڑھانا مسنون ہے ڈاڑھی ایک قبضہ یعنی ایک مٹھی سے ہرگز کم نہ کرے۔ ڈاڑھی کا منڈوانا یا ایک

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج وعمرہ کے دو موقعوں کے سوا بال نہیں منڈواتے تھے۔ آپؐ کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک، کانوں تک، کانوں کی لو تک، کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک ہوا کرتی تھی۔ بالوں کو ترشوانے کی صورت میں یکسانیت ہوتی۔ چھوٹے بڑے نہیں ہوتے تھے، آپؐ سفر میں ہوتے یا حضر میں ہمیشہ سونے کے وقت آپؐ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں (۱) تیل کی شیشی (۲) کنگھا۔ (۳) سرمہ دانی (۴) قینچی (۵) مسواک (۶) آئینہ اور (۷) ایک لکڑی کی چھوٹی سی سیخ جو سر کے کھجانے میں کام آتی تھی۔ آپؐ پہلے داڑھی مبارک اور سر مبارک میں تیل لگاتے اور پھر کنگھا کرتے۔ (م۔ ر)

[۲] مونچھ میں سنت مبالغہ کے ساتھ کترنا ہے اس طرح کہ تمام بال پست کر دیئے جائیں اور منڈنے کے قریب ہو جائے۔ (م۔ ر)

مٹھی سے کم پر کٹوانا سخت حرام ہے[1]۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو بچائے۔

سنتِ مہندی: عورتوں کے لئے مہندی کا لگانا سنت ہے۔ یہ مضمون بڑی پختہ حدیث کا ہے جو ابو داؤد شریف میں مذکور ہے۔

سنتِ سرمہ: مرد کے لئے بھی اور عورت کے لئے بھی سرمہ کا لگانا سنت ہے۔ رات میں ہر آنکھ میں تین تین سلائی لگانا مسنون ہے۔

سنتِ حجامت: تمام سر کے بال کا رکھنا یا تمام سر کے بال کا منڈوانا مسنون ہے۔ تھوڑے بال ایک طرف کے منڈوانا (یا ترشوانا) اور ایک طرف کے باقی رکھنا حرام ہے۔ اے مسلمانو! اس سے ضرور بچنا چاہیئے[2]۔

---

[1] ٹھوڑی کے نیچے سے ایک مٹھی ہو۔ ایک مٹھی ہو جانے کے بعد دائیں بائیں یا نیچے سے بڑھے ہوئے بال کاٹ لینا تاکہ خوبصورت ہو جائے، جائز ہے (م۔ ر)

ڈاڑھی اسلامی و قومی شعار ہے اور مرد کے لئے زینت کی چیز ہے۔ بعض فرشتوں کی تسبیح ہے کہ سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحیٰ وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ (پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو ڈاڑھی سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے زینت بخشی۔ (م۔ ر)

[2] افضل اور مسنون یہ ہے کہ ہر ہفتہ بالخصوص جمعہ کے دن **ناخن**، موچھ درست کرے اور **زیر ناف** اور **بغل** کے **بال** کی صفائی کے بعد غسل کرے۔ زیر ناف اور بغل کے بال کی پاکیزگی ہر ہفتہ نہ کر سکے تو پندرہ بیس دن میں کرے۔ انتہائی مدت چالیس دن ہے، چالیس دن گزر جائیں اور صفائی حاصل نہ کرے تو گنہگار ہوگا۔ ناخن اور بال وغیرہ کو علیحدہ کرنے کے بعد دفن کر دے یا عام جگہ سے ہٹ کر کسی گوشہ میں ڈال دے۔ زیر ناف کے حصہ کا دیکھنا حرام ہے۔ اس لئے اس کے بال کو ایسے پوشیدہ مقام پر ڈالے کہ عام نگاہ اس پر نہ پڑے آنحضرتؐ جمعرات یا جمعہ کے دن ناخن ہائے مبارک ترشواتے تھے۔ ہاتھ کے ناخن کٹوانے میں آپ ترتیب ذیل ملحوظ فرماتے:

سیدھا ہاتھ = شہادت کی انگلی۔ بیچ کی انگلی۔ اس کے برابر والی انگلی پھر چھنگلیا۔

بایاں ہاتھ = چھنگلیا، اس کے برابر والی انگلی، بیچ کی انگلی، اس کے برابر کی انگلی۔ پھر انگوٹھا اور پھر سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا۔

پاؤں کے ناخن کاٹنے میں آپؐ یہ ترتیب ملحوظ فرماتے: سیدھا پاؤں میں چھنگلیا سے شروع کرتے اور بالترتیب انگوٹھے تک ختم کرتے یا بایاں پاؤں میں انگوٹھے سے شروع کرتے اور بالترتیب چھنگلیا تک ختم کرتے۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

نکاح اور شادی کی سنتیں

سنتِ نکاح: نکاح سادگی کے طریقہ پر ہونا چاہئے۔ اس میں زیادہ تکلف اور بہت سامان نہیں ہونا چاہئے [1]۔

سنتِ ماہ: ماہِ شوال میں نکاح کرنا مسنون و مستحب ہے اور برکت کا باعث ہے۔

سنتِ یوم: نکاح کیلئے مسنون دن جمعہ ہے جو برکت اور بھلائی کا سبب ہے۔

سنتِ مکان: مسجد میں نکاح کرنا مسنون ہے [2]۔

سنتِ اعلان: نکاح کو مشہور کرنا سنت ہے۔

سنتِ خرما: نکاح کے بعد خرما یعنی کھجور یا چھوارے کا لٹانا یا تقسیم کرنا مسنون ہے [3]۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) آنحضرت ﷺ **خوشبو** کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے۔ کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے، سونے سے بیدار ہوتے تو تقاضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو کرتے اور پھر لباس پر خوشبو لگاتے۔ آخر شب میں بھی خوشبو لگایا کرتے۔ آپ ﷺ کے پاس عطر دان بھی تھا۔ خوشبو کے سلسلہ میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو جیسے گلاب اور کیوڑہ، اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مغلوب ہو جیسے حِنا، زعفران۔ (م۔ر)

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً" وہی نکاح زیادہ بابرکت ہے جس میں تکلیف و پریشانی کم ہو اور خرچ کم ہو۔ (م۔ر)

[2] وقت عصر کے بعد کا مستحب ہے۔ (م۔ر)

[3] بعض ضرر اور آداب مسجد کی رعایت میں آج کل چھوارے کی تقسیم ہی بہتر ہے۔ مخدومی حضرت مولانا شاہ محمد ابرار الحق صاحب حقی مدظلہ نے ایک مجلسِ نکاح میں وعظ کرتے ہوئے فرمایا کہ: چھوارے کا نظم لڑکے والے کی طرف سے نہیں بلکہ لڑکی والوں کی طرف سے ہونا چاہئے۔ میزبان دراصل لڑکی والے ہی ہوتے ہیں اور انہی کا یہ حق ہے ۔۔ دولہا دلہن اور ان کے اولیاء کو ان الفاظ میں مبارکباد دینی چاہئے: بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَ بَارَکَ اللّٰہُ عَلَیْکَ وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ (م۔ر)

سنتِ شب : شادی کے بعد جب پہلی رات (شبِ عروس) بیوی کے پاس جائے تو اس کی پیشانی کے بال پکڑے اور یہ دعا پڑھے :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ [1]۔

سنتِ ولیمہ : جب پہلی رات اپنی بیوی کے پاس گذارے تو ولیمہ کرنا سنت ہے [2]۔ اپنے عزیزوں، دوستوں، رشتہ داروں اور مساکین کو ولیمہ کی دعوت میں شریک کرے۔ ولیمہ میں بہت بڑے سامان اور خاص انتظام اور اہتمام کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تھوڑا سا کھانا پکا لے اور اپنے رشتہ داروں، دوستوں اور مسکینوں کو جمع کر کے تھوڑا تھوڑا کھلا دے تو یہ بھی کافی ہے اور اس سے بھی ولیمہ کی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

بہت بُرا ہے وہ ولیمہ کہ جس میں مالدار تو بلائے جائیں اور مسکین، غریب اور دین دار نہ بلائے جائیں۔ اے بھائیو! جب تم ولیمہ کرو تو اس میں سنت کی نیت رکھو اور غریب مسکین اور دینداروں کو بھی بلاؤ اور امیروں میں سے جن جن کو بلانا چاہو، ان کو بھی بلاؤ مگر کسی طرح غریبوں کو نہ نکالو یا انہیں دعوتِ ولیمہ میں شریک کرنا بھول نہ جاؤ۔

جو شخص نام و شہرت کے لئے ولیمہ کرتا ہے تاکہ لوگ اس کی تعریف کریں تو اس میں کچھ بھی ثواب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا اندیشہ ہے [3]۔

---

[1] صحبت (ہمبستری) سے پہلے میاں بیوی یہ دعا پڑھیں :— بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا۔ (م۔ ر)

[2] ولیمہ کیلئے صرف خلوت کافی نہیں بلکہ صحبت اور ہمبستری ہونی چاہیئے۔ اس کے بعد ولیمہ مسنون ہے۔

[3] ولیمہ کی سنت اولین صحبت کے تین دن کے اندر ہی ہے۔ اس کے بعد کوئی کھانا ولیمہ نہیں کہلاتا (م۔ ر)

سنتِ دعوت: دعوت کا قبول کرنا مسنون ہے لیکن جو شخص رشوت، سود اور مالِ حرام کھاتا ہو یا بدکاری میں مبتلا ہو، اس کی دعوت قبول نہیں کرنا چاہیئے [1]۔

اگر ایک ہی وقت میں دو آدمی دعوت کریں تو تم اس شخص کی دعوت قبول کرو جس کا مکان اور دروازہ تم سے قریب تر ہو۔

سفر اور اس سے متعلق سُنتیں

سنتِ ہمراہی: بہتر اور مسنون ہے کہ دو آدمی سفر میں جائیں۔ تنہا ایک شخص کا سفر میں جانا بہتر نہیں، اگر ضرورت ہو تو تنہا ایک آدمی بھی سفر کر سکتا ہے۔

سنتِ روز: جمعرات کے دن سفر کرنا مسنون ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ سفر کا آغاز شنبہ کو کرے [2]۔

سنت قیام: سفر میں ٹھیرنے کی سنت یہ ہے کہ جس جگہ مسافر یا راہ گیر چلتے ہوں وہاں پر نہ ٹھیرے بلکہ ایک طرف ٹھیرے۔

سنتِ واپسی: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب سفر میں ضرورت پوری ہو جائے تو پھر ٹھیرنا نہیں چاہیئے بلکہ واپس چلا جائے۔ پس

---

[1] ایسی دعوت جہاں ریکارڈنگ ہو یا گانے بجانے اور موسیقی کا اہتمام ہو وہاں نہیں جانا چاہیئے۔ قوم و ملت کے دینی رہنماؤں کو اس کا بطورِ خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ (م۔ ر)

[2] جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لیئے روانہ ہوتے اور سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے اور پھر دعا کے یہ الفاظ زبانِ مبارک پر ہوتے: سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی۔ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ۔

جب آپؐ کسی شخص کو سفر کے لیئے رخصت فرماتے تو یہ دعا پڑھتے: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِكَ۔ (م۔ ر)

بلاضرورت سفر میں ٹھیرنا اچھا نہیں ہے[1] ۔

سنتِ مکان : اگر کسی طویل سفر کے لیے کوئی گیا تھا اور بہت دنوں کے بعد واپس آیا ہے تو سنت یہ ہے کہ گھر میں اچانک داخل نہ ہو بلکہ پہلے اپنے آنے کی خبر کردے اور کچھ دیر کے بعد گھر جائے[2] ۔

اگر زیادہ رات گذرنے کے بعد سفر سے واپسی ہوئی ہے تو اسی وقت گھر نہ جائے بلکہ کسی مناسب مقام پر ٹھہر جائے اور صبح میں خبر ہونے کے بعد گھر میں داخل ہو لیکن اگر گھر والے تمہارے آنے کے بارے میں پہلے سے مطلع ہوں اور انتظار میں ہوں تو رات کے وقت گھر جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ۔

یہ سنت کے طریقے ہیں، ان پر عمل کرو، اس سے دنیا و آخرت کی بھلائی پاؤ گے ۔

سنتِ نماز : جب سفر سے واپس آئے تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھے ۔ سفر میں کتے کو ساتھ نہ لے جانا چاہیے وگرنہ شیطان پیچھے لگ جاتا ہے اور سفر بے برکت ہو جاتا ہے[3] ۔

---

[1] آپؐ جب سفر سے واپس ہوتے تو مذکورہ بالا دعا سبحان الذی سخرلنا هذا الخ پڑھتے اور اس کے ساتھ یہ الفاظ بڑھا دیتے: اٰئبُونَ تَائبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ ۔ (م ۔ ر)

[2] آج کل خطوط رسانی کا نظم بہت اچھا ہے ۔ آنے سے پہلے خط کے ذریعہ پروگرام سے مطلع کردیا جائے تو ہر طرح بہتر ہے ۔ ٹرنک کال اور ٹیلکس اور ٹیلیگرام وغیرہ کی سہولت سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے ۔ (م ۔ ر)

[3] آپؐ سفر میں تیز رفتار سواری کو پسند فرماتے ۔ کوئی مسافر سفر سے واپس آتا تو آپؐ اس سے معانقہ فرماتے ۔ رفقاءِ سفر کے ساتھ کام میں برابر کے شریک رہتے ۔ سفر کیلئے رخصت ہونے والے کو کچھ دور نکل کر وداع کرتے ۔ اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی بطور خاص نصیحت فرماتے ۔ (م ۔ ر)

سنت کے کام

سنتِ سلام: سلام نہایت بڑی سنت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے۔ ہر مسلمان کو سلام کرنا چاہیئے، اگرچہ اس کو پہچانتا نہ ہو۔ کیوں کہ یہ اسلام کا حق ہے، کسی کے جاننے اور شناسائی پر موقوف نہیں ہے[1]

سنت اطفال: لڑکوں کو سلام کرنا سنت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب لڑکوں کے پاس سے گذرتے تھے تو انہیں سلام ضرور کرتے تھے۔

سنتِ رخصت: جب لوگوں سے رخصت ہو تب بھی انہیں سلام کرنا چاہیئے[2]

سنتِ مصافحہ: جب مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو سلام کے بعد مصافحہ بھی کرنا چاہیئے[3]۔ مرد، مرد سے مصافحہ کرے۔ اگر عورت، عورت سے مصافحہ کرے تو یہ بھی جائز ہے لیکن عورت کا مصافحہ کرنا مرد سے جائز نہیں ہے

سنتِ تعظیم: اگر کوئی تمہارے پاس ایسا شخص آئے جو بڑا ہے یا دینی اعتبار سے اُسے عزت اور مقام حاصل ہے تو اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا بہتر ہے لیکن کوئی شخص اس انتظار یا خواہش میں نہ رہے کہ لوگ اس کے لیے تعظیماً کھڑے ہوں (آثار و قرائن سے یہ خواہش ظاہر ہو رہی ہو تو ایسے شخص کے لیے

---

[1] جب کوئی کسی کے سلام کا پیغام پہنچائے تو "عَلَیْہِ وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ" کے ذریعہ جواب دینا چاہیئے۔ خط میں اگر کوئی سلام لکھے تو پڑھتے ہوئے بھی اس کا جواب دینا چاہیئے۔ (م۔ر)

[2] رخصت کے وقت عام طور پر "خداحافظ" وغیرہ کا رواج ہے۔ یہ جملہ اپنی جگہ پر نہایت پاکیزہ اور مقدس سہی مگر اس موقع کے لیے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "سلام" ہی کی تعلیم فرمائی ہے۔ اس میں جو معنویت، جامعیت اور برکت ہے وہ کسی دوسرے جملہ میں نہیں۔ اس لیے اس کو رواج دینا چاہیئے۔

[3] ایک دن میں کئی بار ملاقات ہو تو ہر ملاقات کے وقت سلام تو ہے لیکن مصافحہ نہیں، مصافحہ میں وقفہ چاہیئے ——— نیز مصافحہ ملاقات کی سنت ہے۔ کسی نماز کے بعد بالالتزام اس کو رواج دینا درست نہیں۔ (م۔ر)

اٹھنا نہیں چاہیئے)۔

سنت مجلس : جب کسی مجلس میں پہنچو تو جس جگہ تم کو موقع اور جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جاؤ۔ کسی آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر بیٹھنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے

سنت وسعت : جب کوئی شخص بعد میں آئے اور جگہ تنگ ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ ذرا سمٹ اور مل کر بیٹھ جائیں۔ آنے والے کیلئے اپنے درمیان وسعت اور کشادگی پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں پر اپنی طرف سے وسعت اور کشادگی کے تمام تر دروازے کھول دے گا۔

سنتِ کلام : جس جگہ صرف تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمیوں کا آہستہ باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ تیسرے کا دل اس طرز عمل سے رنجیدہ ہوگا اور کسی بھی مسلمان کا دل دُکھانا بُری بات ہے۔

سنتِ اجازت : جب کسی کے گھر میں داخل ہوں تو سب سے پہلے ان سے اجازت لیں [۱]۔

سنت چھینک : جب چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہو۔

سنت جواب : جب تم کسی سے چھینک کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" سنو تو جواب میں "یَرْحَمُکَ اللّٰہُ" ضرور کہو۔ اسلام کا یہ ضروری حق ہے جس کا خیال رکھنا چاہیئے۔

---

[۱] جب کوئی شخص کسی سے ملنے آئے تو اس کا حق ہے کہ اس سے ملا جائے۔ بلا عذر ملنے سے کترانا یا حیلے بہانے تلاش کرنا سخت بد اخلاقی ہے۔ آنے والے کو چاہیئے کہ کسی کے آرام یا مصروفیت کے وقت نہ آئے اور اگر تین سلام یا آواز دینے کے باوجود نہ آئے تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ کسی مصروفیت میں ہے یا باہر آکر ملاقات کے موقف میں نہیں ہے۔ کسی طرح کی دل میں بد گمانی پیدا کئے بغیر واپس آجانا چاہیئے ـــــــ کسی سے ٹیلیفون کے ذریعہ بات کرنی ہو، اس میں بھی اس کے آرام و مصروفیت کا خیال رکھنا چاہیئے۔ پہلے سے معلوم کر لینا چاہیئے کہ ٹیلیفون سے بات کرنے میں آپ کو کس وقت سہولت رہتی ہے۔ اگر وہ عجلت یا اہم مصروفیت میں ہو تو بات کو طول نہیں دینی چاہیئے۔ (م۔ د)

سنتِ جماہی : جب جماہی اور انگڑائی آئے تو اپنا منہ بند کرلے اور اگر نہ بند کرسکے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

سنتِ نام : اپنی اولاد کا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن رکھنا سنت ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے نزدیک سب ناموں سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے [1]۔

بیماری سے متعلق سُنّتیں

سنتِ عیادت : بیمار پرسی کی سنت یہ ہے کہ بیماری میں مسلمان بھائی کی خبر لینے کے لئے جائے۔

سنت واپسی : اس سلسلے میں سنت یہ ہے کہ بیمار کے پاس سے جلد واپس آجائے تاکہ طویل نشست سے بیمار کو زحمت نہ ہو [2] اور گھر والوں کے کام میں خلل اور رکاوٹ نہ ہو۔

سنت تسلّی : ہر طرح سے بیمار کو تشفی و تسلّی دینی سنت ہے۔ مثلاً یوں کہے کہ انشاء اللہ آپ جلد اچھے ہو جائیں گے۔ اللہ بڑی قدرت والا ہے وغیرہ۔ بیمار کے سامنے ڈرانے والی کوئی بات نہ کرنی چاہیئے [3]۔

ھدایت : رات کو بیمار پرسی جائز ہے۔ جو لوگ رات کی بیمار پرسی

---

[1] محمد اور احمد بھی اچھے نام ہیں۔ کسی بزرگ یا صاحب علم سے نام رکھانا بہتر ہے۔ (م۔ ر)

[2] البتہ کسی کے زیادہ دیر بیٹھنے میں مریض کو سکون پہنچتا ہو اور اس میں اس کی خوشی ہو تو زیادہ دیر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (م۔ ر)

[3] مریض کی عیادت کرتے ہوئے سات مرتبہ یہ دعا پڑھنی چاہئے: اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَكَ (میں عظمت و بزرگی والے سے جو عرشِ عظیم کا رب ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تجھے وہ شفا بخشے) — (م۔ ر)۔

کومنحوس سمجھتے ہیں ان کا خیال وعقیدہ غلط ہے۔ اسی طرح جب کسی کی بیماری کی اطلاع ملے اسی وقت یا جب دل چاہے عیادت کرسکتے ہیں۔ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ تین روز بیمار رہنے کے بعد عیادت و بیمارپرسی کو جائیں بلکہ جب جی چاہے اور موقعہ ملے عیادت و بیمارپرسی کی جاسکتی ہے۔

سنت دوا: بیماری میں دوا استعمال کرنا اور علاج کرانا مسنون ہے۔ بھروسہ خدا پر رکھنا چاہیئے۔ اور اپنے طور پر علاج بھی جاری رکھنا چاہیئے۔

سنتِ کلونجی وشہد: کلونجی اور شہد کے ذریعہ علاج کرنا مسنون ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں میں شفا رکھی ہے۔ اس مضمون کی کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

سنت فال: جب کسی کا عمدہ نام یا کوئی "بات" سنیں تو اسے اپنے مدعا کے لئے مناسب اور بہتر سمجھ کر خوش ہونا سنت ہے۔ "فال" اسی کو کہتے ہیں مگر بدفالی لینا سخت منع اور گناہ کی بات ہے۔ مثلاً سفر پر جاتے ہوئے راستے سے گیدڑ گذر جائے تو لوگ سفر ترک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح صبح کو بندر کا نام لینا گوارا نہیں کرتے ہیں۔ یہ سب ممنوع ہیں اور گناہ کی باتیں ہیں۔ اسی طرح کسی آدمی کو منحوس سمجھنا یا یہ کہنا کہ فلاں مکان کی وجہ سے ہم کو بیماری لگ گئی یا نقصان ہوا۔ سب غلط اور اوہام ہیں۔

سنت موت: جب کسی کا انتقال ہو جائے تو اس سلسلہ میں سنت یہ ہے کہ میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں۔

سنت قبر: تازہ قبر پر پانی چھڑکنا سنت ہے اور یہ بھی سنت ہے کہ قبر بہت اونچی نہ بنائیں اور نہ پختہ بنائیں۔

سنتِ طعام: میت کے رشتہ داروں کو کھانا بھیجنا سنت ہے مگر یہ

بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس کا کھانا تمام رشتہ داروں اور برادری کے لئے جائز نہیں ہے بلکہ وہی لوگ کھائیں جو میت کے ساتھ کھایا کرتے تھے (یعنی میت کے گھر کے افراد) اس سلسلہ میں ریا و نمود، دکھاوا اور ناموری جائز نہیں ہے بلکہ جو موجود ہو وہی کھانا میت کے گھر بھیجدینا چاہیئے۔

محبوبیّت اور نجات کا راستہ

یہ باتیں ہیں جو سنت ہیں جن پر عمل کرنے سے آدمی خدا کے نزدیک محبوب ہوتا ہے، گناہوں سے نجات پاتا ہے۔ مسلمانو! شوق و ذوق کے ساتھ ان سنتوں پر عمل کرو اور خدا سے دعا کرو کہ سنت کی راہ پر چلنا آسان ہو اور ہم سبھوں کو آخرت میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب ہو ———— آمین۔

نوٹ:

مولانا سیّد اصغر حسین صاحبؒ کا رسالہ یہاں ختم ہوا اب اس کے بعد مرتب محمد رضوان القاسمی کی طرف سے بعض مضامین کا اضافہ آئندہ صفحات میں درج ہے۔



بچّوں سے متعلق سُنّتیں

(۱) بچہ کی پیدائش پر مبارکباد دینا اور مسرّت کا اظہار کرنا، چنانچہ فرشتوں نے حضرت زکریا کو حضرت یحیٰ کی پیدائش کی خوشخبری اور مبارکباد دی تھی (آلِ عمران: ۲۹)

(۲) پیدائش کے بعد دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا، چنانچہ حضرت حسن کے کانوں میں پیدائش کے دن اذان واقامت کے کلمات آپؐ نے کہے ہیں (۱)۔ (۳) تحنیک کرانا یعنی بچہ کی پیدائش کے بعد کوئی بزرگ اور صالح آدمی کھجور یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کا لعاب بچہ کے منہ میں اس طرح لگادے کہ ایک خفیف حرکت کے ذریعہ منہ کے اندرونی حصہ میں دائیں اور بائیں جانب لگ جائے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے صاحبزادہ کی تحنیک فرمائی ہے (۲) (۴) ساتویں دن سر کے بال مونڈنا۔

(۵) بال کے ہم وزن چاندی یا اس کی قیمت فقراء میں تقسیم کرنا، چنانچہ حضرت فاطمہ، حضرت زینب، حضرت ام کلثوم نے حضرت حسن حضرت حسین کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ فرمائی ہے (۳) (۶) انبیاء کرام، صحابۂ کرام، سلفِ صالحین کے نام یا وہ نام رکھنا جس سے اللہ کی عبدیت کا اظہار ہوتا ہو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی ناموں کو پسند فرمایا ہے (۴)۔

(۷) ساتویں دن عقیقہ کرنا (۵) (۸) عقیقہ میں لڑکے کی جانب سے دو بکریوں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرنا، جیسا کہ رسولؐ کا فرمان ہے کہ لڑکے کا عقیقہ دو بکرے سے اور لڑکیوں کا عقیقہ ایک بکرے سے کیا جائے (۶)۔

(۹) ساتویں دن ختنہ کرنا (۷)

---

(۱) بیہقی عن ابن عباس۔ (۲) بخاری عن ابی بردہ ۸۲۱/۲۔ (۳) موطا امام مالک عن جعفر بن محمد۔
(۴) ابوداؤد عن سمرہ بن جندب، باب فی تغییر الاسم القبیح۔ (۵) بدائع ۶۹/۵۔
(۶) ابوداؤد باب فی العقیقہ۔ (۷) الاتحاف ۶۶۶/۲۔

طہارت کا مسنون طریقہ

(پاخانہ پیشاب کے آداب)

پاخانہ، پیشاب کی ضرورت کو دبانا نہیں چاہیئے۔ جہاں اس کا تقاضہ ہو فوری طور پر تکمیل کے بعد اطمینان حاصل کر لینا چاہیئے، پاخانہ پیشاب کرتے یا دھوتے وقت قبلہ کی طرف نہ چہرہ کرنا چاہیئے نہ پیٹھ۔ ہر اس مقام پر پاخانہ یا پیشاب کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے جہاں لوگ آرام کرتے ہوں، بیٹھتے اٹھتے ہوں، چلتے پھرتے ہوں۔ جانوروں کے سوراخ میں بھی نہیں کرنا چاہیئے، مسجد اور عیدگاہ کے قریب بھی پاخانہ پیشاب کرنے سے احتیاط کرنی چاہیئے، کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا بالکل ننگا ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا بھی منع ہے۔ مجبوری یا کوئی ایسی بیماری ہو تو کھڑے ہوتے کی رخصت ہے۔ اپنی شرمگاہ اور ستر کو دیکھنا یا بلا ضرورت اس کو چھونا یا اس سے کھیلنا بھی سخت معیوب ہے۔ ستر کو یا پیشاب پاخانے کو دیکھنے سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔ اس موقع پر آسمان کی طرف نظر اُٹھا اُٹھا کر بلا ضرورت دیکھنا خلافِ ادب ہے۔

یہ دونوں ضرورتیں اس طرح چھپ کر پوری کی جائیں کہ لوگوں کی نگاہ شرمگاہ پر نہ پڑے، میدان میں بغیر آڑ اور پردے کے ایک دوسرے کے پہلو میں یا تھوڑے سے فاصلہ پر بیٹھ کر پاخانہ، پیشاب کرنا بڑے عار و ننگ اور بے شرمی کی بات ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔

پیشاب، پاخانہ کرتے وقت بلا ضرورت باتیں کرنا، بے وجہ کھانسنا کسی آیت، حدیث یا اور کسی متبرک چیز کا پڑھنا یا چھینک آئے تو الحمد للہ

کہنا درست نہیں ۔ البتہ دل میں کہہ لیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ سلام اور اذان کا جواب بھی نہیں دینا چاہیئے ۔ اگر انگوٹھی وغیرہ پر خدا کا نام یا کلمہ یا آیت یا حدیث لکھی ہو تو پاخانہ پیشاب کو جاتے وقت اس کو اتار لینا چاہیئے[1] ننگے سر پیشاب یا پاخانے کے لئے نہیں جانا چاہیئے ، اس وقت کوئی کپڑا یا ٹوپی اوڑھ لینا چاہیئے ۔ جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو ضرورت سے زیادہ کپڑا بدن سے نہیں ہٹانا چاہیئے ۔ رفع حاجت کے لئے دونوں پاؤں کشادہ کرکے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھنا چاہیئے ۔ دیر تک بھی نہیں بیٹھنا چاہیئے

.... اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے ۔ پیشاب پاخانہ سے اپنے کپڑوں اور جسم کو بچانا چاہیئے ۔ جو لوگ اس سے احتیاط نہیں کرتے ہیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں قبر کے عذاب کی وعید سنائی ہے ۔

پیشاب پاخانہ سے فارغ ہونے کے بعد پہلے بقدر ضرورت ڈھیلوں سے اپنے مخصوص مقام کو اچھی طرح پاک کرنا اور پھر پانی سے طہارت حاصل کرنا مسنون ہے اور اگر کسی موقع پر ڈھیلے میسّر نہ ہوں تو صرف پانی سے بھی پاکی حاصل ہو جاتی ہے ۔ البتہ صرف پانی سے استنجاء (پاکی حاصل کرنا) کی صورت میں پیشاب کرنے کے بعد اتنا توقف کرنا چاہیئے کہ قطرہ نہ آنے کا پورا اطمینان ہو جائے ، تب پانی سے استنجاء کرنا چاہیئے ۔ استنجاء بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیئے ۔ بے سن پاٹ پر پاخانہ کی صورت میں اسے پانی بہا کر

---

[1] حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی ہوا کرتی تھی جس پر "محمد رسول اللہ" کندہ تھا ، جب آپؐ رفع حاجت کو تشریف لے جاتے تو اُسے اتار دیتے تھے ۔ (مسلم و ترمذی) اس سے معلوم ہوا کہ پاخانے میں کوئی قابلِ احترام چیز کا لے جانا منع ہے ۔ البتہ لپٹی ہوئی ہو تو حرج نہیں ۔ اسی طرح سیلابچی وغیرہ جیسے برتنوں پر کندہ کرانا بھی بے ادبی ہے۔

صاف کرنا چاہیئے۔

پیشاب کے بعد ڈھیلے سے استنجار اتنی دیر تک کرنا چاہیئے کہ تری کا شبہ نہ رہے اور خشکی کا پورا اطمینان ہو جائے، چاہے چل پھر کر اطمینان حاصل ہو یا اور کوئی مناسب عمل کرنے سے حاصل ہو۔

ڈھیلے سے استنجار کرتے وقت تہذیب و شائستگی، دینی وقار اور شرم و حیا کا پاس و لحاظ ضرور کرنا چاہیئے۔ عام راستوں میں جہاں عورتیں، بچے اور مرد گزرتے ہوں، بے تکلف پاجامے میں ہاتھ ڈالے ڈالے ٹہلنا، بے تکلف گفتگو میں سرگرم رہنا، ٹانگ سے ٹانگ دبانے کی عجیب عجیب حرکتیں کرنا بڑی بے ادبی کی بات ہے اور اس سے اسلامی تہذیب کے بارے میں بڑا غلط تاثر پیدا ہوتا ہے۔ یہ کام یا تو بیت الخلار کے اندر کرنا چاہیئے یا پھر لوگوں کی نگاہ سے بچ کر کرنا چاہیئے۔

بیتُ الخلار جاتے وقت کی دُعا:

کھیت یا میدان میں رفعِ حاجت کیلئے بیٹھنا ہو تو بیٹھنے سے پہلے اور بیت الخلار میں بیٹھنا ہو تو داخل ہونے سے پہلے درجِ ذیل دعا پڑھنی چاہیئے۔ بیت الخلار میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پیر داخل کرنا چاہیئے دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔	اے اللہ! میں گندگی اور گندی چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں[1]

---

[1] اس کا دوسرا ترجمہ یہ ہے" اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں شریر (خبیث) جنات سے خواہ وہ مذکر ہوں یا مؤنث۔

بیت الخلاء سے واپسی کے وقت کی دعا :

جب قضائے حاجت سے فراغت ہوجائے تو پہلے دایاں پیر نکالنا چاہیئے اور یہ دعا پڑھنی چاہیئے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ۔ — اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف (یا ناپاکی) دور فرمائی اور مجھے عافیت بخشی۔

اس کے ساتھ یہ بھی کہہ لیں "غُفْرَانَكَ" (اے اللہ تیری بخشش چاہتا ہوں) تو بہتر ہے ۔ اور اگر مذکورہ بالا دعا کی بجائے صرف غُفْرَانَكَ کہہ لیں تب بھی سنت پر عمل ہو جائے گا ۔

استنجاء کے بعد :

استنجاء کے بعد ہاتھ کو اچھی طرح دھولینا چاہیئے، مٹی سے یا صابون وغیرہ سے ۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو میں ایک پیتل کے برتن میں آپؐ کو پانی دیتا آپؐ استنجاء فرماتے اور پھر زمین پر ہاتھ ملتے ۔ (نسائی)

وضو کی سُنّتیں

وضو میں کچھ چیزیں سنت ہیں ۔ وضو کرتے وقت ان کا اہتمام کرنا چاہیئے ۔ اس سے خدا کی خوشنودی ملے گی اور وضو کا نور حاصل ہو گا ۔

فقہ کی مشہور کتاب "نور الایضاح" کے مصنف نے وضو میں اٹھارہ چیزوں کو مسنون بتایا ہے جو یہ ہیں :-

۱۔ خدا کی خوشنودی اور اجرِ آخرت کی نیت کرنا۔

۲۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر وضو شروع کرنا۔

۳۔ چہرہ دھونے سے پہلے دونوں ہاتھ پہنچوں سمیت دھونا[1]۔

۴۔ شروع میں مسواک کرنا[2]۔

۵۔ تین بار کلّی کرنا۔

۶۔ ناک میں تین مرتبہ پانی ڈالنا۔

۷۔ خوب اچھی طرح کلّی کرنا[3]۔

---

[1] (فائدہ) اگر لوٹا وغیرہ نہیں ہے اور بڑے برتن میں پانی بھرا ہوا ہے اور نہ کوئی چھوٹا برتن ہے جس سے پانی بڑے برتن میں سے نکال لے اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ بڑے برتن کو جھکا کر اس میں سے کچھ پانی ہاتھ پر ڈال لے اور اس طرح اسے دھولے تو ایسے وقت بائیں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر ان کو پانی پر گزارتے ہوئے پانی نکالے اور پہلے داہنا ہاتھ دھوئے جب وہ دھل کر پاک ہوجائے تو بایاں ہاتھ بلا کسی تکلف کے دھولے۔ لیکن اگر انگلیوں پر ناپاکی لگی ہوئی ہو تو ہرگز پانی میں نہ ڈالے ورنہ پانی ناپاک ہوجائے گا۔ ایسی حالت میں کوئی کپڑا پانی میں ڈال کر بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ پر ٹپکائے اور اس طرح پہلے داہنا ہاتھ پاک کرلے اور اگر کپڑا بھی نہ ہو تو کلّی منھ میں لے کر اسے پاک کرلے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر مجبوراً تیمم کرلے اگر ایک میل کے اندر پانی کے استعمال کی سہولت حاصل نہ ہو۔

[2] اگر مسواک نہ مل سکے تو پھر انگلیوں یا کپڑے ہی سے مسواک کرے۔ مسواک کے سلسلہ میں آگے مستقل بیان کیا گیا ہے ______ [3] جو شخص روزہ دار نہ ہو اس کے لئے مسنون ہے کہ کلّی کرنے میں پانی حلق کے کناروں تک پہنچائے اور ناک میں پانی اس طرح دے کہ بانسے تک پہنچ جائے۔ البتہ روزہ دار کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ اسے تو بس معمولی طور پر کلّی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا کافی ہے ______ (فائدہ) کلّی اور ناک میں پانی ڈالنے کی دو سنتیں سات سنتوں پر مشتمل ہیں۔ (۱) ترتیب، یعنی اول کلّی، پھر ناک میں پانی دینا (۲) ہر فعل کو تین تین مرتبہ کرنا (۳) الگ الگ پانی سے ان دونوں کو ادا کرنا۔ یہ نہ ہو کہ ایک ہی چلو میں پہلے کلّی کرے پھر ناک میں پانی دے (۴) ان دونوں کو داہنی ہتھیلی سے ادا کرنا (۵) ان دونوں میں مبالغہ کرنا (۶) پانی کو منھ میں ہلا کر باہر پھینک دینا، یہ نہ ہو کہ پی جائے (۷) ناک صاف کرنا ___ اگر ان سات چیزوں میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو احناف کا مسلک یہ ہے کہ وضو تو ہوجائے گا البتہ سنت ترک ہوجائیگی۔ (فائدہ) ناک جھاڑنا بائیں ہاتھ سے مستحب ہے اور بغیر ہاتھ لگائے جھاڑنا مکروہ ہے کیونکہ اس میں جانوروں سے مشابہت ہے۔

(۸) تین بار داڑھی میں خلال کرنا[1]۔

(۹) ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں میں خلال کرنا[2]۔

(۱۰) ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا[3]۔

(۱۱) پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا۔

(۱۲) دونوں کانوں اور گردن کا مسح کرنا۔

(۱۳) مسنون ترتیب کے مطابق وضو کرنا[4]۔

(۱۴) اعضاء دھونے میں پہلے داہنے عضو کو دھونا اور پھر بائیں کو دھونا۔

(۱۵) ایک عضو کے بعد فوراً دوسرے عضو کو دھونا[5]۔

(۱۶) دھونے میں انگلیوں کے سرے (پوروں) کی طرف سے شروع کرنا اور مسح میں سر کے اگلے حصّہ سے شروع کرنا۔

(۱۷) دھوتے ہوئے اعضاء کو ملنا۔

(۱۸) وضو سے فارغ ہو کر مسنون دعا پڑھنا[6]۔

---

[1] تین مرتبہ چہرہ دھونے کے بعد خلال کے لئے ایک چلّو پانی داڑھی کے نیچے اس طرح ڈالے کہ پشتِ دست نیچے کی جانب ہو۔ پھر اس طرح خلال کرے کہ ہتھیلی حلقوم کی جانب ہو اور پشتِ دست ڈاڑھی کی جانب

[2] ہاتھوں میں تو اس طرح کہ ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال لے اور پیروں میں اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلیا (سب سے چھوٹی انگلی) کو پہلے داہنے پاؤں کی چھنگلیا کے گرد نیچے کی طرف نکال کر گھمائے پھر اسی طرح کرتا چلا جائے حتیٰ کہ بائیں پیر کی چھنگلیا پر ختم کرے۔ نیز اگر ہاتھ میں انگوٹھی وغیرہ ہو تو ہلا لے اور عورتیں بھی اپنی چوڑیاں اور زیور وغیرہ ہلالیں۔

[3] وہ ہر عضو مراد ہے جس کو وضو میں دھویا جائے۔

[4] یعنی اول چہرہ دھونا پھر کہنیوں تک ہاتھ دھونا پھر مسح پھر پیر دھونا۔

[5] اس طرح کہ ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی تاخیر نہ کرنا کہ پہلا عضو خشک ہو جائے۔

[6] یہ دعائیں آگے آرہی ہیں۔

وضو سے متعلق مسنون دُعائیں

وضو کے لئے کسی اونچی جگہ پر قبلہ رُو بیٹھنا مستحب ہے۔ شروع میں نیت کے بعد بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کہہ کر یہ دعا پڑھے اور درمیان میں اسے پڑھتا رہے:۔

اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذَنۡبِیۡ وَوَسِّعۡ لِیۡ فِیۡ دَارِیۡ وَبَارِكۡ لِیۡ فِیۡ رِزۡقِیۡ۔

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے میرے مکان میں وسعت اور میرے لئے میرے رزق میں برکت عطا فرما۔

جب وضو سے فراغت ہوجائے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دُعا پڑھنی چاہیئے:۔

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡكَ لَـہٗ وَ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُـہٗ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِیۡ مِنَ التَّوَّابِیۡنَ وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنَ الۡمُتَطَھِّرِیۡنَ۔

اے اللہ مجھے ان لوگوں میں شامل کردے جو بہت توبہ کرنے والے ہیں (اور تیری طرف بہت رجوع ہونے والے ہیں) اور ان میں شامل کردے جو بہت پاک صاف رہتے ہیں۔

اگر نماز اور جماعت میں وقت ہو اور اطمینان کے ساتھ کوئی وضو کر رہا ہو تو ہر عضو دھوتے وقت درج ذیل اَدعیہ کا پڑھنا، وضو کی نورانیت اور

اجر وثواب کو کافی بڑھا دیتا ہے۔ مراقی الفلاح اور طحطاوی وغیرہ میں یہ دعائیں اس طرح نقل کی گئی ہیں :-

پہنچوں کو دھوتے وقت: پہنچے دھونے سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور پہنچے دھوتے وقت مذکورہ بالا دُعا یعنی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ الخ پڑھنی چاہیئے۔

کلی کرتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

بسم اللہ، اے اللہ میری مدد فرما، تلاوتِ قرآن اور اپنے ذکر اور اپنے شکر اور عبادت کے اچھی طرح کرنے میں۔

ناک میں پانی دیتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَۃَ النَّارِ

بسم اللہ، اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سُنگھا اور دوزخ کی بدبو مت سُنگھائیو۔

منہ دھوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ۔

بسم اللہ، اے اللہ میرا چہرہ روشن کر اس دن جس دن کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ چہرے کالے ہوں گے۔

داہنے ہاتھ کو دھوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَاباً یَّسِیْراً۔

بسم اللہ، اے اللہ مجھے عطا فرما نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور مجھ سے حساب لینا آسان۔

بائیں ہاتھ کو دھوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ

بسم اللہ، اے اللہ میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں مت دینا اور نہ پیٹھ کے پیچھے سے۔

سر کے مسح کے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلَّ عَرْشِكَ۔

بسم اللہ، اے اللہ میرے سر پر اپنے عرش کا سایہ ڈال اس روز کہ تیرے عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

کانوں کے مسح کے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ۔

بسم اللہ، اے اللہ مجھے ان لوگوں میں کر دے جو بات کو غور سے کان لگا کر سنتے ہیں پھر عمدہ بات پر عمل کرتے ہیں۔

گردن کا مسح کرتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ

بسم اللہ، اے اللہ، میری گردن کو دوزخ سے چھڑا دے۔

داہنا پیر دھوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ۔

بسم اللہ، اے اللہ، میرا قدم صراط پر قائم رکھ جبکہ لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے

بایاں پیر دھوتے وقت

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّسَعْیِیْ مَشْكُوْرًا وَّتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ

بسم اللہ اے اللہ، میرے گناہ معاف فرما، میری کوشش مشکور فرما اور میری تجارت کبھی تباہ نہ ہو۔

❖ ❖ ❖

وضو کا پانی بچا ہوا ہو تو کھڑے ہو کر پینا چاہیے :

اس وقت یہ دُعا پڑھنی چاہیے :

بِسْمِ اللّٰہِ، اَللّٰھُمَّ اشْفِنِیْ بِشِفَائِكَ وَدَاوِنِیْ بِدَوَائِكَ وَ اعْصِمْنِیْ مِنَ الْوَھْنِ وَالْاَمْرَاضِ وَالْاَوْجَاعِ۔	بسم اللہ، اے اللہ، اپنی رحمت سے مجھ کو کامل شفا اور بہترین علاج عنایت فرما اور ضعف سے، بیماری اور دردوں سے مجھے محفوظ رکھ۔

اعضاءِ وضو کی حکمت

وضو سے اعضاء کی نہ صرف ظاہری بلکہ باطنی صفائی بھی مقصود ہے اس سے اکثر و بشیتر ادنیٰ درجہ کے روحانی امراض کا ازالہ بخوبی ہوسکتا ہے کیوں کہ ہاتھ زبان، ناک، کان وغیرہ سے جس قدر چھوٹے چھوٹے گناہ سرزد ہوا کرتے ہیں وہ سب وضو کے ذریعہ سے ترتیب وار دھل جاتے ہیں، بلحاظ گناہ کے کثرتِ وقوع کے اعضاءِ وضو کی ترتیب بھی اسی طرح رکھی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ نے اعضاء وضو کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے بڑی عارفانہ اور حکیمانہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں :

" ہاتھوں کا دھونا جنت کے دسترخوان سے لذت یاب ہونے کیلئے کلی کرنا پروردگار عالم سے شرف ہمکلامی حاصل کرنے، ناک میں پانی لینا جنت کی روح پرور خوشبو سونگھنے، چہرہ کا دھونا روئے جلال وجبروت کی طرف نظر کرنے، ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتے کنگن پہنے، سر کا مسح تاجِ زرنگار زیبِ سر کرنے، کانوں کا مسح مقدس کلامِ الٰہی کو سننے اور پاؤں کا دھونا جنت میں داخل ہونے اور فرشِ مخمل پر چلنے کے لئے ہے۔"

غسل کی سُنّتیں

غسل کسے کہتے ہیں ؟ : لغت میں تمام بدن کے دھونے کو "غسل" کہتے ہیں۔ لیکن شریعت میں ناپاکی دور کرنے یا ثواب حاصل کرنے کیلئے خاص طریقے سے تمام بدن کے دھونے کو "غسل" کہا جاتا ہے۔

غسل کے فرائض : غسل میں صرف تین فرض ہیں :-

(۱) کلی کرنا۔ کلی کرنے میں یہ اہتمام کرے کہ پورے منہ میں حلق تک اچھی طرح پانی پہنچ جائے۔

(۲) ناک میں پانی ڈالنا۔

(۳) سارے بدن پر اس طرح پانی پہنچانا کہ بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی نہ رہ جائے۔ بال کی جڑوں اور بڑھے ہوئے ناخنوں کے اندر بھی پانی پہنچانا ضروری ہے۔

غسل کی سنتیں : صاحب نورالایضاح نے غسل میں ان بارہ چیزوں کو مسنون قرار دیا ہے :-

(۱) اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرنا یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا۔

(۲) خدا کی رضا کے لئے پاک ہونے کی نیت کرنا [۱]۔

(۳) دونوں ہاتھوں کو پہنچوں سمیت دھونا۔

(۴) بدن سے نجاست کو دور کرنا۔

(۵) شرمگاہ کا دھونا (اگرچہ اس پر ناپاکی نہ لگی ہو [۲]۔)

---

[۱] اگر نیت نہ کی گئی تو غسل تو ہو جائے گا مگر ثواب نہیں ہوگا۔

[۲] اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو صابن وغیرہ سے اچھی طرح دھو لینا چاہئے پھر وضو کرے۔

(۶) اس کے بعد وضو کرنا، جس طرح نماز کے لئے وضو کیا جاتا ہے (مسواک بھی کرنا بہتر ہے)

(۷) وضو میں سر کا مسح بھی کرنا — (البتہ اگر وہ ایسی جگہ غسل کر رہا ہے، جہاں پانی اکٹھا ہو رہا ہے تو پیروں کے دھونے کو مؤخر کرے، یعنی غسل کے آخر میں پاؤں دھوئے)

(۸) پھر تین مرتبہ پانی کو اپنے تمام بدن پر بہانا [ل]

(۹) بدن پر پانی کے بہانے میں سر سے شروع کرنا۔

(۱۰) سر کے بعد داہنا مونڈھا پھر بایاں مونڈھا دھونا۔

(۱۱) اپنے بدن کو ملنا۔

(۱۲) غسل لگاتار کرنا (یعنی ایسا نہ کرے کہ کچھ عضو دھوئے پھر ٹھہر جائے، یہاں تک کہ یہ عضو سوکھ جائے، اس کے بعد باقی عضو دھوئے، یہ لگاتار نہیں ہے۔)

غسل سے متعلق بعض ضروری ہدایات:

غسل خانہ یا کسی بند جگہ میں نہانا بہتر ہے۔ بیٹھ کر نہائے تو اچھا ہے لیکن اگر لنگی بندھی ہو تو کھڑے ہو کر نہانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بند جگہ

[ل] اگر بہتے پانی میں یا اس پانی میں جو بہتے پانی کے حکم میں ہے یعنی ماءِ کثیر جس کی مقدار دہ در دہ ہو، غوطہ لگایا اور پانی میں اتنی دیر جتنی دیر میں وضو اور غسل دونوں ادا ہو سکتے ہیں، رُکا رہا اسی طرح اگر بارش میں اتنی دیر کھڑا رہا جتنی دیر میں غسل اور وضو دونوں ہو سکتے ہیں تو ان صورتوں میں سنت کی تکمیل ہو سکتی ہے کیوں کہ تین دفعہ تمام بدن پر پانی بہانا اس لئے سنت ہے کہ پانی بدن کے ہر ایک حصہ پر پوری طرح پہنچ جائے اور یہ بات اتنی دیر رکنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس لئے سنت بھی پوری ہو جائے گی — البتہ مذکورہ بالا صورتوں میں اس بات کا خیال رہے کہ کلّی اور ناک میں پانی ضرور ڈالے، فرض غسل اس کے بغیر ادا نہ ہوگا۔

ہو یا کھلی جگہ ہر دو صورتوں میں لنگی یا کپڑا باندھ کر نہانا چاہیئے۔ تاہم بند جگہ یا خالی مکان جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو، برہنہ غسل کرنا جائز ہے مگر اس صورت میں قبلہ کی طرف رُخ یا پشت نہیں کرنی چاہیئے۔ پردہ کی جگہ نہ نہا رہا ہو تو کم از کم مردوں کے لئے ناف سے گھٹنے تک چھپانا ضروری ہے۔

بعض لوگ باہر نلوں کے پاس سب کے سامنے نیکر وغیرہ سے اس طرح نہاتے ہیں کہ ان کی ران کھلی رہتی ہے اور پانی سے کپڑا چپک جانے کی وجہ سے عضوِ مخصوص صاف نظر آتا ہے۔ اس طرح نہانا حد درجہ بے احتیاطی اور بے شرمی کی بات ہے۔ اس سے اپنے آپ کو بچانا چاہیئے حیا انسان کا زیور اور ایمان کا اہم جز ہے۔

عورتوں کو تو نہاتے وقت پردہ کا خاص خیال رکھنا چاہیئے، یہاں تک کہ عورتیں نہاتے وقت عورتوں سے بھی پردہ کریں۔

تیمّم کی سُنّتیں

طہارت حاصل کرنے کا اصل ذریعہ پانی ہے لیکن اگر کسی جگہ پانی میسّر نہ آئے یا پانی تو موجود ہو لیکن کسی وجہ سے پانی کے ذریعہ طہارت حاصل کرنا آدمی کے بس میں نہ ہو یا پانی استعمال کرنے سے شدید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورتوں میں شریعت کی جانب سے مٹی سے طہارت حاصل کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

تیمّم کے فرائض: تیمم میں تین فرض ہیں:

(۱) خدا کی رضا کے لئے پاک ہونے کی نیت کرنا۔

(۲) دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر پورے چہرے پر پھیرنا۔

(۳) اور پھر دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں پر پھیرنا۔

تیمّم کی سُنّتیں: تیمم کی سُنتیں درج ذیل ہیں:۔

(۱) تیمّم کے شروع میں بسم اللہ کہنا۔

(۲) مسنون طریقے کے مطابق تیمم کرنا۔ یعنی پہلے چہرے کا مسح کرنا اور پھر دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا۔

(۳) پاک مٹی پر ہتھیلیوں کے اندرونی سطح کو مارنا نہ کہ ہاتھ کی پشت کو۔

(۴) ملنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے مٹی کا جھاڑ ڈالنا۔

(۵) مٹی پر ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کو کشادہ رکھنا تاکہ غبار اُن کے اندر پہنچ جائے۔

(۶) کم سے کم تین انگلیوں سے ہاتھ اور چہرے کا مسح کرنا۔

(۷) پہلے دائیں ہاتھ کا مسح کرنا پھر بائیں ہاتھ کا مسح کرنا۔

(۸) چہرے کے مسح کے بعد داڑھی میں خلال کرنا۔

مِسواک کی سُنّت

طہارت و نظافت کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں پر خاص طور سے زور دیا ہے اور بڑی تاکید فرمائی ہے ان میں سے ایک مسواک بھی ہے۔ ایک حدیث میں آپؐ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ:

"اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت پر بہت مشقت پڑ جائے گی تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا ان کو حکم دیتا"

جس کو ہم منھ کہتے ہیں اس میں دانت، مسوڑھے، جبڑے، لعاب

پیدا کرنے والے غدود سب شامل ہیں۔ مسواک کرنے سے منہ کے یہ تمام اجزاء جراثیم اور گندے مواد سے پاک ہو جاتے ہیں۔ غذا کے ذرات جب دانتوں کے درمیان جمع ہو جاتے ہیں تو ان میں سڑانڈ پیدا ہو جاتی ہے اور یہی چیز دراصل منہ کی بدبو کا سبب بنتی ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز سے پہلے اور بعض خاص مواقع پر مسواک کرنے کا حکم فرمایا ہے[1]۔

علماء کرام نے احادیث کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے کہ مسواک کرنا یوں تو ہر وقت میں مسنون و مستحب اور باعثِ اجر و ثواب ہے لیکن اِن سات موقعوں پر مسواک کی اہمیت زیادہ ہے:

(۱) وضو کے وقت۔

(۲) نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت (اگر وضو اور نماز کے درمیان زیادہ فصل ہو[2])

(۳) قرآن مجید کی تلاوت یا حدیث شریف پڑھتے وقت۔

(۴) سو کر اٹھنے کے بعد۔

(۵) منہ میں بدبو پیدا ہو جانے یا دانتوں کے رنگ میں تغیر آجانے کے وقت ان کی صفائی کے لئے۔

(۶) گھر میں یا کسی مجمع میں جانے کے وقت۔

(۷) بیوی کے ساتھ مقاربت سے پہلے۔

مسواک سے متعلق کچھ ضروری ہدایات:

علماء نے فرمایا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ مسواک ایک بالشت سے کم نہ ہو

---

[1] علماء نے لکھا ہے کہ مسواک کے ستّر سے زیادہ فائدے ہیں جن میں سے ایک اہم فائدہ یہ کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہوتا ہے۔

[2] اس وقت مسواک کر کے منہ صاف کر لے۔

(یہ تو شروع کے وقت ہے اگر ایک بالشت والی مِسواک استعمال کرتے ہوئے کم ہو جائے تو اس وقت استعمال کر سکتے ہیں جب تک کہ ہاتھ کی گرفت میں ٹھیک طریقہ پر آسکے) اسی طرح ایک بالشت سے لمبی بھی مناسب نہیں نیز موٹائی میں انگلی کے برابر ہو۔

کم سے کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہیئے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگونی چاہیئے۔ اگر انگلی سے مِسواک کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کی دائیں جانب اوپر نیچے انگوٹھے سے صاف کرے اور اسی طرح بائیں جانب شہادت کی انگلی سے کرے۔ مسواک دائیں ہاتھ میں پکڑنا چاہیئے جس کا طریقہ یہ ہے کہ چھنگلی مِسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا مِسواک کے سرے کے نیچے اور باقی انگلیاں مِسواک کے اُوپر ہونی چاہئیں۔ مسواک عرضاً (چوڑائی میں) یعنی دائیں سے بائیں اور اس کا الٹا کرنا پسندیدہ ہے اور طولاً (لمبائی میں) یعنی اوپر سے نیچے اور اس کا الٹ کرنا بھی جائز ہے۔ اگر ایک پر اکتفا کرنا ہے تو پھر عرضاً کرنا اولیٰ ہے۔ طحطاوی میں ہے کہ مِسواک دانتوں میں عرضاً اور زبان پر طولاً کرنی چاہیئے۔ دانتوں کے ظاہر و باطن اور اطراف کو بھی مِسواک سے صاف کیا جائے اور اس طرح منہ کے اوپر نیچے کے حصے اور مسوڑھے وغیرہ میں بھی مِسواک کرنی چاہیئے۔

مِسواک پیلو کی ہو ورنہ پھر کسی نرم درخت کی ہو۔ پیلو کی مِسواک بے حد مفید، جراثیم کش اور مسوڑھوں کو سڈول بنانے والی ہے، نیم یا کسی کڑوے درخت کی مِسواک بھی بے حد کار آمد ہے۔ کیوں کہ اس سے منہ کے سارے جراثیم مر جاتے ہیں اور گندگی دور ہو جاتے ہیں۔ کیکر کی مِسواک بھی منہ کے چھالوں اور مسوڑھوں کے ورم کو دور کرتی ہے، زیتون

کی مسواک کو بھی بعض علماء نے افضل بتایا ہے۔

بوقتِ ضرورت یا نہ ملنے کی صورت میں ہر اس شئ سے جس سے منھ کی صفائی ہوجائے مثلاً انگلی، موٹا کپڑا وغیرہ سے بھی مسواک کی سنت ادا ہوجائے گی۔ منجن خواہ سفوف کی شکل کا ہو (TOOTH POWDER) یا لئی کی طرح کا ٹوتھ پیسٹ (TOOTH PASTE) ان سے بھی سنتِ مسواک ادا ہوجائے گی۔ برش سے بھی سنت ادا ہوجائے گی۔ البتہ طبعی طور پر جو لکڑی کے فوائد ہیں وہ حاصل نہ ہوں گے۔ اس لئے بطور فیشن اس کی عادت ڈالنا مناسب نہیں ہے اور نہ بلاضرورت وہ مسواک کا قائم مقام ہوگا۔ مزید برآں اس کی عادت بنا لینے کی صورت میں مسوڑھوں کو نقصان بھی پہنچتا ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ (جلد اول ص۱۲۶) میں ہے کہ "اصل سنت درخت کی مسواک ہے وہ میسر نہ ہو یا دانت نہ ہوں یا دانت یا مسوڑھے کی خرابی کی وجہ سے مسواک سے تکلیف ہوتی ہو تو ضرورتاً ہاتھ کی انگلیوں یا موٹے کھردرے کپڑے یا منجن، ٹوتھ پیسٹ یا برش سے مسواک کا کام لیا جاسکتا ہے مگر مسواک کے ہوتے ہوئے مذکورہ چیزیں مسواک کی سنت ادا کرنے کے لئے کافی نہیں اور مسواک کی سنت کا پورا پورا اجر حاصل نہ ہوگا۔

منھ کے ہر حصہ میں (دانت، مسوڑھے، زبان، تالو وغیرہ) جہاں جہاں متعفن مادہ ہو، مسواک کرے۔ حجۃ اللہ البالغہ میں ہے "مناسب یہ ہے کہ منھ کے اندر اچھی طرح مسواک کرے اور حلق اور سینہ کا بلغم نکالے اور منھ میں خوب اندر تک مسواک کرنے سے مرض قلاع (منھ میں چھالے آنے کی بیماری) دور ہوجاتا ہے اور آواز صاف ہوجاتی ہے اور منھ خوشبودار ہوجاتا ہے۔"

نماز کی سنّتیں

نماز کی سنتیں اکاون (۵۱) ہیں، تفصیل اس طرح ہے:

قیام کی سنتیں گیارہ ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا یعنی سر کو پست نہ کرنا۔
(۲) دونوں پیروں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ رکھنا اور پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھنا۔
(۳) مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا۔
(۴) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کو کانوں تک اٹھانا (عورتوں کے لئے مونڈھوں تک اٹھانا)
(۵) ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا۔
(۶) انگلیوں کو اپنی حالت پر رکھنا، یعنی نہ زیادہ کھلی ہوں اور نہ زیادہ بند
(۷) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھنا۔
(۸) چھنگلیا اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر پہنچے کو پکڑنا۔
(۹) درمیانی تین انگلیوں کو کلائی پر رکھنا۔
(۱۰) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (عورتوں کے لئے دونوں ہاتھ سینے پر بلا حلقہ کے رکھنا)
(۱۱) ثنار پڑھنا۔

قرأت کی سنتیں سات ہیں:

۱۲ (۱) تعوّذ یعنی اَعوذ باللہ پڑھنا۔
۱۳ (۲) تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا۔

۱۴ ③ چپکے سے آمین کہنا۔
۱۵ ④ فجر اور ظہر میں طوال مفصل یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک اور عصر و عشاء میں اوساطِ مفصل یعنی سورۂ طارق سے سورۂ لم یکن تک اور مغرب میں قِصار مفصل یعنی سورۂ زلزال سے سورۂ ناس تک کی سورتوں کا پڑھنا۔
۱۶ ⑤ فجر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا۔
۱۷ ⑥ نہ زیادہ جلدی پڑھنا اور نہ زیادہ ٹھیر کر بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔
۱۸ ⑦ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا۔

رکوع کی سنتیں آٹھ ہیں :-

۱۹ ① رکوع کی تکبیر کہنا۔
۲۰ ② رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا۔
۲۱ ③ گھٹنوں کو پکڑنے میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا (عورتیں انگلیوں کو کشادہ نہ کریں)
۲۲ ④ پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا۔
۲۳ ⑤ پیٹھ کو بچھا دینا یعنی برابر رکھنا۔
۲۴ ⑥ سَر اور سُرین کو برابر رکھنا۔ (رکوع میں عورتوں کو زیادہ نہ جھکنا)
۲۵ ⑦ رکوع میں کم سے کم تین بار سُبحانَ ربی العظیم پڑھنا۔
۲۶ ⑧ رکوع سے اٹھنے میں امام کو سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور مقتدی کو ربنا لک الحمد اور منفرد کو دونوں کہنا۔

سجدہ کی سنتیں بارہ ہیں :-

۲۷ ① سجدے کی تکبیر کہنا۔

۲۸ (۲) سجدے میں پہلے دونوں گھٹنوں کو رکھنا۔
۲۹ (۳) پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا۔
۳۰ (۴) پھر ناک رکھنا۔
۳۱ (۵) پھر پیشانی رکھنا۔
۳۲ (۶) دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کرنا۔
۳۳ (۷) سجدے میں پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا (عورتیں ملا کر رکھیں)
۳۴ (۸) پہلوؤں کو بازوؤں سے الگ رکھنا۔ (عورتیں ملا کر رکھیں۔)
۳۵ (۹) ذراعین (کہنیوں) کو زمین سے الگ رکھنا۔
۳۶ (۱۰) سجدے میں کم سے کم تین بار سُبحان ربی الاعلیٰ پڑھنا۔
۳۷ (۱۱) سجدے سے اٹھنے کی تکبیر کہنا۔
۳۸ (۱۲) سجدہ سے پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو اُٹھانا۔

قعدہ کی سُنتیں تیرہ ہیں:

۳۹ (۱) دائیں پیر کو کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھنا اور پیر کی انگلیوں کو قبلہ رُو رکھنا[۱]
۴۰ (۲) دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔
۴۱ (۳) تشہّد میں اشھدُ اَن لَا الٰہ پر شہادت کی انگلی کو اٹھانا اور الاّ اللہ پر جُھکا دینا۔
۴۲ (۴) قعدہ آخری میں درود شریف کا پڑھنا۔
۴۳ (۵) درود شریف کے بعد دعائے ماثورہ ان الفاظ میں جو قرآن و حدیث کے مشابہ ہوں پڑھنا۔

---

[۱] عورتیں قعدہ میں تورک کریں یعنی سرین پر بیٹھ کر پاؤں داہنی طرف نکالیں۔

۴۴ (۶) دونوں طرف سلام پھیرنا۔
۴۵ (۷) داہنی طرف سے سلام کی ابتدا کرنا۔
۴۶ (۸) امام کو مقتدیوں، فرشتوں اور صالح جنات کی نیت کرنا۔
۴۷ (۹) مقتدی کو امام و فرشتوں اور صالح جنات اور دائیں بائیں مقتدیوں کی نیت کرنا ۴۸ (۱۰) منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔
۴۹ (۱۱) مقتدی کو امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرنا۔
۵۰ (۱۲) دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام کی آواز سے پست کرنا۔
۵۱ (۱۳) مسبوق کو امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا۔

جُمعہ کی سُنّتیں

جمعہ کی بیس ۲۰ سنتیں ہیں:

(۱) جمعہ کا اہتمام جمعرات سے ہی کرنا۔
(۲) جمعہ کے دن جلدی اٹھنا۔
(۳) جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الٓمٓ سجدہ اور سورۂ الدھر پڑھنا۔
(۴) غسل کرنا۔
(۵) مسواک کرنا۔
(۶) جو عمدہ کپڑے ہوں پہننا۔
(۷) خوشبو لگانا۔
(۸) اذان سے قبل مسجد جانا۔ (۹) پیدل جانا۔
(۱۰) امام کے قریب بیٹھنا[۱]۔

---

[۱] امام کے قریب جگہ نہ ملے تو جہاں جگہ ملے وہاں بیٹھ جانا چاہیئے، لوگوں کے سروں اور کاندھوں پر سے پھاند کر جانا مکروہ ہے۔

(۱۱) نمازِ جمعہ مسجد میں پڑھنا۔
(۱۲) خطبہ غور سے سننا۔
(۱۳) مسجد میں لایعنی کام نہ کرنا۔
(۱۴) جمعہ کی نماز میں سورۃ الجمعہ اور سورۃ المنافقون یا سورۃ الاعلیٰ اور الغاشیہ پڑھنا۔
(۱۵) سورۃ الکہف پڑھنا
(۱۶) صلوٰۃ التسبیح پڑھنا۔
(۱۷) ذکر و تسبیح، تلاوتِ قرآن، دعا و استغفار، صدقہ و خیرات، مریضوں کی عیادت، قبروں کی زیارت اور دیگر نیک کاموں کا اہتمام کرنا۔
(۱۸) بعد جمعہ دوپہر کا کھانا کھانا۔
(۱۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا۔
(۲۰) سورج غروب ہونے سے پہلے خاص طور پر دُعا کرنا۔

عیدین کی بارہ سنتیں ہیں

(۱) غسل کرنا۔
(۲) مسواک کرنا۔
(۳) اچھے کپڑے پہننا۔
(۴) خوشبو لگانا۔
(۵) عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کھجور یا کوئی میٹھی چیز کھانا۔
(۶) صدقۂ فطر نماز سے پہلے ادا کرنا۔
(۷) عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھانا۔

(۸) عیدگاہ میں عید کی نماز پڑھنا۔
(۹) پیدل جانا۔
(۱۰) ایک راستے سے جانا دوسرے سے واپس آنا۔
(۱۱) عید کی نماز سے پہلے گھر میں یا عیدگاہ میں نفل نماز نہ پڑھنا اور عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں نہ پڑھنا۔
(۱۲) راستے میں تکبیر کہتے ہوئے جانا لیکن عیدالفطر میں آہستہ اور عیدالاضحیٰ میں آواز سے۔

مسنون قرائت

مسافر کو اختیار ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورۃ چاہے پڑھے لیکن جو لوگ گھر پر موجود ہوں (یعنی مقیم ہوں) ان کے لئے مسنون ہے کہ اس ترتیب سے قرآن پڑھیں جس ترتیب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے جو یہ ہے:

- نماز فجر اور ظہر میں طوالِ مفصل۔
- عصر اور عشاء میں اوساطِ مفصل۔
- نماز مغرب میں قصارِ مفصل۔

طوالِ مفصل: قرآن مجید کے ۲۶ ویں پارہ کی سورۂ حجرات سے ۳۰ ویں پارہ کی سورۂ بروج (یعنی وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ) تک کی سورتوں کو طوالِ مفصل کہا جاتا ہے۔

اوساطِ مفصل: سورۂ طارق (یعنی وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ) سے سورۂ لَمْ يَكُنْ تک کی سورتوں کو اوساطِ مفصل کہا جاتا ہے۔

قصارِ مفصل: سورۂ زلزال (یعنی اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ) سے لیکر آخر تک کی سورتوں کو قصارِ مفصل کہا جاتا ہے۔

لیکن اس سلسلہ میں امام کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر بڑی سورتوں کے پڑھنے سے مقتدیوں کے گھبرا جانے کا اندیشہ ہو یا ان کے کام میں بہت حرج ہونے کا خیال ہو تو ہلکی نماز پڑھنی چاہیئے اور ہلکی نماز کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹی سورتیں پڑھی جائیں۔ رکوع وغیرہ میں تین دفعہ تک تسبیح پڑھے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ ارکانِ نماز اطمینان سے ادا نہ کئے جائیں یا دعائیں وغیرہ جلدی جلدی پڑھی جائیں کیوں کہ تعدیلِ ارکان واجب ہے۔ نیز امام کو اختیار ہے کہ سورتوں کی مذکورہ بالا ترتیب کے خلاف بھی کبھی کبھار پڑھے، تاہم مذکورہ بالا ترتیب کا عام طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔

آدابِ تلاوتِ قرآنِ مجید

قرآنِ مجید کی تلاوت کے آداب اٹھارہ ہیں:

(۱) قرآن کو جزدان میں رکھنا۔
(۲) رحل یا تکیہ یا تپائی کا ہونا۔
(۳) پاک صاف ہو کر تلاوت کرنا۔
(۴) باوضو ہونا۔
(۵) باادب ہو کر بیٹھنا۔
(۶) قبلہ رُو ہونا۔
(۷) تلاوت کرنے والے کو یہ سوچنا کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ سُناؤ کیسا پڑھتے ہو۔

(۸) تلاوت کرتے وقت اس کے فوائد کو سوچنا۔
(۹) تلاوت کرتے وقت عظمت و محبت کا دھیان ہونا۔
(۱۰) تلاوت شروع کرنے سے پہلے اَعوذ باللہ الخ پڑھنا۔
(۱۱) تلاوت شروع کرتے وقت بِسم اللہ الخ پڑھنا۔
(۱۲) تلاوت کے درمیان باتیں نہ کرنا۔
(۱۳) اگر باتیں کرے تو پھر سے اَعوذ باللہ الخ پڑھنا۔
(۱۴) تلاوت کرتے وقت تجوید کے قواعد کا اہتمام کرنا۔
(۱۵) سننے والے کو اس دھیان سے سننا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھا جارہا ہے۔
اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ انتہائی محبت و عظمت کے ساتھ سنو۔
(۱۶) تلاوت کرتے وقت دل کو متوجہ رکھنا۔
(۱۷) آیاتِ عذاب پر پناہ چاہنا۔ اور
(۱۸) آیاتِ رحمت پر رحمت کا سَوال کرنا۔

فضائلِ تلاوتِ کلامِ پاک چار ہیں!

(۱) ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔
(۲) دل کا زنگ دُور ہوتا ہے۔
(۳) اللہ تعالیٰ کی محبت میں ترقی ہوتی ہے۔
(۴) اللہ تعالیٰ کا قرب بڑھتا ہے۔

عبادت کے آداب

(۱) اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔

(۲) تنگی ہو یا خوشحالی ہر حال میں اللہ کی عبادت میں سرگرم رہنا۔

(۳) مصیبت ہو یا نعمت دونوں اللہ کی جانب سے ہے اس لئے صبر اور شکر کے دامن کو تھام کر اللہ سے لَو لگائے رکھنا۔

(۴) اللہ کی رضا کو جی کی چاہت اور لوگوں کی خوشی پر ہر حال میں مقدم رکھنا۔

(۵) اپنی جملہ عبادات کو ریا اور نمود سے پاک رکھ کر خالص اللہ کے لئے بجالانا اور قولاً و عملاً قرآن کریم کی اس آیت کا مظہر ہونا کہ "بے شک میری نماز اور حج (یا مراسمِ عبودیت) اور جینا اور مرنا سب اس اللہ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے"۔

دعوت و تبلیغ کے آداب

(۱) اللہ کی توحید اور عبادت کی طرف پورے خلوص، سرگرمی اور قوت کے ساتھ بلانا اور اس فکر سے کہیں اور کسی جگہ بے نیاز نہ رہنا۔

(۲) جس چیز کی طرف دعوت دے اس پر خود بھی عمل کرنا۔ اپنے بچوں اور گھر والوں کو بھی اس پر عمل کرانے کی کوشش کرنا۔

(۳) بدترین دشمنوں اور انتہائی ناساز گار حالات میں بھی اپنے قول و عمل سے بغیر شرمائے اور جھجکے پوری جرأت و قوت کے ساتھ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان و اقرار کرنا اور خدا کی راہ میں مال و جان کی قربانی کو اپنے لئے سب سے بڑی سعادت سمجھنا۔

(۴) حکمت، سلیقہ اور باوقار انداز میں دعوت دینا۔

(۵) دعوت میں موقع و محل اور مخاطب کی شخصیت اور اسکی نفسیات کا خیال رکھنا۔

(۶) خیرخواہی اور خلوص کے ساتھ مخاطب کے نیک جذبات کو اُبھارنا اور لب و لہجہ نرم رکھنا۔

(۷) بحدِّ مجبوری مباحثے کے وقت اچھا طریقہ اختیار کرنا (جس میں دلسوزی اور اخلاص ہو۔ انداز ایسا دل نشین اور سادہ ہو کہ مخاطب میں ضد، نفرت، ہٹ دھرمی، تعصّب اور عصبیتِ جاہلیہ کے جذبات نہ ابھریں)۔

(۸) دین کو اس حکمت کے ساتھ فطری انداز میں پیش کرنا کہ وہ غیر فطری بوجھ محسوس نہ ہو۔

(۹) جس کو دعوت دے رہا ہے اس کو حقیر نہ سمجھنا بلکہ اس کا پورا احترام و اکرام ملحوظ رکھنا۔

(۱۰) دینی احکام کی تعلیم و تلقین اور تفہیم و تشریح میں "تدریج"، اور "اہم پھر اہم"، کے اصول کو پیشِ نظر رکھنا۔

(۱۱) اپنی دعوتی گفتگوؤں میں ہمیشہ اعتدال کا اہتمام کرنا (اس طرح کہ سننے والوں پر امید کی کیفیت بھی طاری رہے اور خوف کی بھی۔ نہ تو خوف پر ایسا مبالغہ آمیز زور دینا کہ خدا کی رحمت سے مایوسی ہونے لگے اور اصلاح و نجات مشکل بلکہ محال نظر آنے لگے، نہ خدا کی رحمت اور بخشش کا ایسا تصور پیش کرنا کہ بے باکی اور غیر ذمہ داری آجائے اور خدا کی بے پایاں رحمت و بخشش کا سہارا لے کر نافرمانیوں پر کمر باندھ لی جائے۔)

(۱۲) دعوتی کوششوں میں دوام اور تسلسل پیدا کرنا اور استقلال اور ذمہ داری کے ساتھ ان کوششوں کو آگے بڑھاتے رہنا۔

(۱۳) اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کرنا اور صبر و استقامت کا ثبوت دینا۔

(۱۴) بے جا رواداری، مداہنت اور اصولوں کی قربانی دینے سے سختی کے ساتھ پرہیز کرنا۔

(۱۵) داعی کا تنہائی، خلوت اور راتوں میں خدا کے سامنے گڑگڑانا، اصلاحِ حال کی دعا کرنا، کوتاہیوں پر دعا و استغفار کرنا، متواضع اور منکسر المزاج رہنا، رفقاءِ سفر کے کھانے پینے اور راحت و آرام کا اپنے سے زیادہ فکر کرنا، ان کے مزاج کی رعایت کرنا، انکی طرف سے کوئی کوتاہی ہو جائے تو دِل کو بڑا کرتے ہوئے درگذر کرنا اور شکایت نہ کرنا۔ لوگوں کی اصلاح ہو تو اللہ کا فضل سمجھنا، رہن سہن اور لین دین میں مضبوط اور پختہ کردار کا حامل ہونا، انداز، چال چلن اور گفتگو میں نمائش سے سخت پرہیز کرنا، کسی بھی داد و تحسین اور صلہ کی پرواہ کئے بغیر اللہ سے اجر کی امید رکھنا۔

معاشرت کے آداب

(۱) جو اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرنا اور جو اپنے لئے پسند نہ کرے وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرنا۔

(۲) اپنا برتاؤ ایسا رکھنا کہ لوگ اپنے دلوں میں یہ اطمینان رکھیں کہ یہ شخص ہم کو مالی یا جانی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(۳) راستوں میں اور پانی کے گھاٹ پر اور جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں (سایہ میں یا سردی کے موسم میں دھوپ میں) وہاں پاخانہ پیشاب نہ کرنا۔

(۴) دو آدمیوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے نہ بیٹھنا، اسی طرح کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ پر نہ بیٹھنا۔

(۵) حلقہ کے درمیان نہ بیٹھنا۔

(۶) لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے ناک یا کان وغیرہ صاف نہ کرنا۔ اسی طرح کھانستے ہوئے بلغم نہ نکالنا (یہ چیزیں الگ ہٹ کر کرنے کی ہوتی ہیں)۔

(۷) گردنوں پر کود کر نہ جانا۔

(۸) کوئی اگر اپنی بات چھپا رہا ہو تو چھپ کر اس کی بات نہ سننا۔

(۹) گالی نہ دینا، غیبت نہ کرنا، تہمت نہ لگانا، بے آبرو نہ کرنا، چغلخوری نہ کرنا، کسی کی چیز مذاق سے لے کر نہ رکھنا (یہ سخت گناہ کی باتیں ہیں جن سے بہت دور رہنا چاہیے۔)

(۱۰) جب تک دل کی خوشی سے کوئی اجازت نہ دے اس کا مال نہ لینا۔

(۱۱) بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہونا۔ نہ بغیر اجازت کسی کی چیز لینا۔

(۱۲) کوئی اگر مشورہ طلب کرے تو صحیح مشورہ دینا۔

(۱۳) ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے موافق پیش آنا۔

(۱۴) جو خیانت کرے اس کے جواب میں خیانت نہ کرنا۔

(۱۵) سب کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنا۔

(۱۶) خواہ مخواہ کسی پر بدگمانی نہ کرنا (حسن ظنی پر ثواب ہے۔ اگر کوئی اس کے مطابق نہ بھی ہو مگر بدگمانی پر اللہ کے پاس مواخذہ ہے)

(۱۷) سب پر رحم کرنا، کسی پر ظلم نہ کرنا، نہ اسے ستانا اور تکلیف پہنچانا۔

(۱۸) ضرورتمند کیلئے سفارش کرنا (حدیث میں اس کا بڑا اجر و ثواب آیا ہے)

(۱۹) عیب جوئی نہ کرنا، جو عیب معلوم ہو جائے اسے چھپا نا دیا بغرض اصلاح اس کے مربی یا مصلح کو مطلع کر دینا۔)

(۲۰) ماں، باپ، بھائی بہن، بیوی اولاد، شیخ اور استاذ، مصلحین اور دینی خدمت گزار، مزدور و ملازم، پڑوسی اور ہم پیشہ، بیوہ اور یتیم، غریب اور مسکین اور تمام اقربار اور احباب سب کے حق کو پہچاننا۔ ان کے حقوق کو پوری احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ ادا کرنا۔ اور اپنا حق وصول کرنے کی بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی زیادہ فکر کرنا۔

معاملات کے آداب

(۱) معاملہ میں فریب نہ دینا، خیانت نہ کرنا، وعدہ خلافی نہ کرنا اور معاملہ کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھنے کی پوری کوشش کرنا۔

(۲) خرید و فروخت اور تقاضائے حق کے وقت نرمی کا برتاؤ کرنا اور سختی سے بچنا۔

(۳) ادائے قرض کی فکر کرنا اور اس میں جلدی کرنا (خاص کر جبکہ پیسہ موجود ہو تو فوراً ادا کر دے ورنہ ظلم میں شمار ہو گا اور ٹال مٹول کرنے کی وجہ سے سخت گنہ گار ہو گا۔)

(۴) عیب چھپا کر نہ بیچنا (بلکہ اس کو واضح کر دینا) اور نہ مال بیچنے میں جھوٹی قسمیں کھانا۔

(۵) معاملہ کر کے پچھتانے سے بہتر ہے اسے ایسی گفتگو سے توڑ دینا۔

(۶) دوسروں کے لئے جھکا کر تولنا اور منافع مناسب لینا اور یہ سمجھنا کہ

اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ دوسروں کی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔

⑦ قرض ادا کرتے وقت کچھ زیادہ دینا (یعنی قرض دینے والے کے بغیر مطالبہ کے، مطالبہ کی صورت میں سود ہو جائے گا۔) اور جس کا قرض ہے اسے دعا بھی دینا (اس طرح: "بَارَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي اَهْلِكَ وَمَالِكَ)۔

⑧ کسی کو قرض ثواب کی نیت سے دینا (حدیث سے واضح ہے کہ جب تک کسی کا قرض کسی کے پاس ہے، قرض دینے والے کو اس کی ادائیگی کے وقت تک روزانہ قرض کے مماثل صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔)

⑨ تنگ دست قرض دار کو مہلت دینا یا معاف کر دینا۔

⑩ ضرورت کے وقت غلہ یا اس طرح کی کوئی چیز چھپا کر اسٹاک میں ہرگز نہ رکھنا۔

⑪ دوسرے سے قیمت طے ہوگئی ہو تو اس پر قیمت نہ لگانا۔ (ہاں اگر وہ اجازت دے یا چھوڑ دے تو جائز ہے)

⑫ خریدنے کی نیت نہ ہو تو دام لگا کر دوسرے کو دھوکہ میں نہ ڈالنا (خریدنے کی نیت سے ہراج یا نیلام کی صورت جائز ہے۔

⑬ امانت میں خیانت نہ کرنا، کسی کی امانت ہو تو تحریری طور پر اس کی تفصیلات رکھنا۔ کسی کو دینا یا کسی سے لینا ہو تو اسے بھی کاغذ پر لکھ لینا۔

⑭ کھوٹا سکّہ یا نوٹ نہ چلانا (یہ حرام ہے۔ اگر یہ معلوم ہو کہ کھوٹا سکّہ فلاں نے دیا ہے تو واپس کر دے، بصورتِ دیگر اس طرح ضائع کر دے کہ دوسرا استعمال نہ کر سکے)

⑮ کوئی اہم معاملہ ہو تو گواہوں کے ساتھ تحریری دستاویز بنا لینا۔

⑯ مزدور اور ملازم کو اس کی محنت کے لحاظ سے اجرت دینا اور اجرت دینے میں دیر یا ٹال مٹول نہ کرنا۔

کسبِ معاش کے آداب

① اپنے اور اپنے زیرِ پرورش افراد کے لئے پوری دلچسپی اور محنت کے ساتھ معاش کا حاصل کرنا اور کسی پر بوجھ نہ بننا اور زیرِ پرورش افراد کو اپنے لئے بوجھ نہ سمجھنا اور یہ محسوس کرنا کہ کسبِ معاش بھی ایک عبادت ہے جس پر اللہ کے یہاں ثواب ہے۔

② وقت اور حالات کے لحاظ سے جو جائز پیشہ سامنے آجائے اس کے ذریعہ روزی حاصل کرنا، کسی جائز پیشہ کو معیوب نہ سمجھنا۔

③ سوال کو اپنے لئے ذلت سمجھنا اور خدا کی دی ہوئی طاقت وصلاحیت کو کسبِ معاش میں بھرپور استعمال کرنا۔

④ جو بھی کاروبار ہو اسے جم کر کرنا اور وقت کی پابندی کا پورا پورا خیال رکھنا۔

⑤ معاشی مصروفیت میں اپنے آرام اور بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی خیال رکھنا (اتنا آگے نہ بڑھ جائے کہ شب و روز ایک کردے، آرام کا خیال نہیں، بیوی بچوں سے کوئی دلچسپی نہیں)

⑥ معاشی سرگرمیوں میں رزقِ حلال کے حصول کی پوری سعی اور اہتمام کرنا۔ اور ذریعہ حرام سے بچنا[1]

---

[1] صفحہ آئندہ پر ملاحظہ ہو۔

⑦ کسی خدائی تقاضے سے جب کبھی کوئی معاشی مصروفیت ٹکرائے تو اس مصروفیت کو چھوڑ کر خدائی تقاضے پر لبیک کہنا (مثلاً کاروبار اور معاشی سرگرمی کے وقت اذان کی آواز آئے اور نماز کا وقت ہو جائے تو فوراً نماز کے خدائی تقاضے کی تکمیل کرنا۔)

⑧ معاشی سرگرمیوں میں رہتے ہوئے بار بار زبان سے اللہ کو یاد کرتے رہنا اور عملاً کوئی بھی معاملہ خدائی احکام کے خلاف نہ کرنا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

بقولِ شاعر: ؎ سود، ڈکیتی، چوری، رشوت کے ناجائز پیسوں سے
پاک اور نیک کمائی کا ایک پیسہ اچھا اے لوگو

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک شخص کی نگرانی میں اپنا گھوڑا دیکر مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے جب مسجد سے نکلے تو اس شخص کو نگرانی کی اجرت دینے کیلئے آپ نے دو درہم نکالے مگر جب باہر تشریف لائے تو اس شخص کو نہیں پایا اور دیکھا کہ گھوڑے کی لگام نہیں ہے۔

اس غیر متوقع صورتِ حال سے فطری طور پر آپ کو رنج ہوا، جب وہاں سے نکلے اور بازار تشریف لے گئے تو ایک دکان پر وہ لگام رکھی ہوئی مل گئی۔ دکاندار نے عرض کیا:

"حضرت ایک شخص ابھی دو درہم میں اسے بیچ کر گیا ہے۔"

حضرت علیؓ نے ارشاد فرمایا:

"میں نے بھی اس کو دو ہی درہم دینے کا ارادہ کیا تھا مگر اس نے حلال کو چھوڑ کر حرام روزی حاصل کی۔ اگر وہ حرام حاصل کرنے میں جلدی نہ کرتا تو اس کے مقدر کے دو درہم اس کو حلال طریقے پر مل جاتے۔"

حقیقت یہی ہے کہ جب مقدر سے زیادہ یا کم نہیں مل سکتا تو پھر حرام کی طرف بڑھ کر اپنی آخرت برباد کرنا اور عبادتوں کو اکارت کرنا سراسر نادانی ہے۔ ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ حرام سے بچے اور حلال کمائے اور رزقِ مقدر کے لئے اپنی آخرت برباد نہ کرے۔

(۹) اپنی کمائی اور مال میں دین اور ملت کے معذور، اپاہج اور غریب افراد کا خاطر خواہ حصہ رکھنا۔

(۱۰) دین کے خدمت گذاروں کی معاشی حالت کی بہتری اور اچھائی کا اس حد تک خیال رکھنا کہ یہ اپنی گھریلو ذمہ داریوں کو سنبھالتے ہوئے طمانیت و مسرت کے ساتھ اپنی دینی و علمی ذمہ داریوں کو انجام دے سکیں اور زندگی گذارنے میں کسی کے دست نگر نہ بنیں۔

(۱۱) کچھ نہ کچھ پس انداز کرتے رہنا تاکہ ہنگامی ضرورت پر بعد میں اولاد کے لئے کچھ کام آئے۔

کامیاب اقتصادی زندگی کے آداب

انفاق (خرچ کرنا) میں ترتیب کا لحاظ ضروری ہے، اسی طرح اہلِ حق پر صَرف کرنے میں اعتدال بھی ضروری ہے۔ نہ اتنی تنگی کرے کہ اہلِ حقوق تنگی میں ہو جائیں، نہ اتنی وسعت کر دے کہ اِسراف (جس سے روکا گیا ہے) تک نوبت پہنچ جائے بلکہ آمدنی کے موافق ہی خرچ کرنا چاہیئے اور آئندہ کے لئے بھی آمدنی کا کچھ حصہ بچا کر پس انداز کرنا چاہیئے۔ اسی کو اقتصاد کہتے ہیں جو نہایت اہم اور دشوار مسئلہ ہے اور یہی تدبیر منزل اور گھریلو زندگی کی اصل و اساس ہے۔ اگر اقتصادی حالت درست نہیں ہے اور اس میں قصور و فساد ہے تو پھر تدبیر منزل بھی خراب و فاسد ہوگی۔

سمیر المہذب میں کامیاب اقتصادی زندگی کے چند زریں اصول بیان کئے گئے ہیں جو یہ ہیں:

(۱) آمدنی اگرچہ قلیل ہے مگر اس سے کچھ پس انداز کرنا چاہیئے (اور

جو شخص آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے ... احمق ہے۔)

(۲) ضرورت کی اشیار نقد لینا (کسی سے قرض لے کر مقروض نہ ہو)

(۳) آئندہ آمدنی کی توقع پر سب مال خرچ نہ کر ڈالنا (اس لئے کہ جو چیز حاصل نہیں ہے اس پر کیا بھروسہ، ملے نہ ملے۔ جو شخص آئندہ کی امید پر خرچ کرے گا وہ قرض اور فقر میں مبتلا ہو جائے گا۔)

(۴) اپنے مال کو تلف اور ہلاک کرنے سے بچانا (اس لئے کہ نہ تو تم کو ہی اس سے کوئی نفع پہنچے گا اور نہ کسی اور کو ہی۔)

(۵) اپنے مال کی خود حفاظت کرنا، اس لئے کہ مثل ہے: لایہتم فی العمل الاصاحبہ ولایراقب الشئ الاعین صاحبہ (یعنی جس کا کام ہوتا ہے وہ اس کا اہتمام بخوبی کر سکتا ہے اور کسی شئ کی حفاظت ونگرانی اس کے مالک ہی کی آنکھ کر سکتی ہے)

(۶) اگر کسی چیز کی ضرورت نہ ہو تو اس کو نہ خریدنا (اگرچہ وہ سستی ہی کیوں نہ ہو، جب تم کو اس کی ضرورت نہیں ہے تو مفت بھی ملے تو گراں ہے)

(۷) اپنے مستقبل پر نظر رکھنا اور ایسا حساب رکھنا کہ اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو مالی پریشانی نہ ہو۔

پس اگر ان اصولِ اقتصاد و معاش پر عمل پیرا ہو جائے اور خرچ کرنے والے اور اہلِ حقوق سبھی لوگ ان کی رعایت کریں اور افراط و تفریط سے بچیں اور اہلِ حقوق بے جا مطالبات سے احتراز کریں تو آج ہماری گھریلو زندگی سنور جائے اور اطمینان و سکون میسر ہو جائے۔

صدقہ و خیرات کے آداب

(۱) جو مال اللہ کے راستے میں خرچ کیا جائے اس کا حلال ہونا۔

(۲) طریق سنت کے مطابق خرچ کرنا[۱]

(۳) صحیح مصرف میں خرچ کرنا[۲]۔

(۴) خیرات دیکر احسان نہ جتانا۔

(۵) جن کو مال دیا گیا ہے ان کے ساتھ تحقیر کا معاملہ یا انداز اختیار نہ کرنا بلکہ پورا احترام کرنا اور سمجھنا کہ یہ ہماری عبادت کا ذریعہ بنے ہیں اس لحاظ سے جس طرح مساجد اور وہاں کے مصلّے تکمیلِ عبادت کا ذریعہ بننے کی وجہ سے محترم و مقدس ہیں، اسی طرح ایسے افراد بھی قابلِ اکرام بن جاتے ہیں۔

(۶) صدقہ و خیرات اخلاص نیت کے ساتھ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا

---

[۱] طریقِ سنت کے مطابق خرچ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت اس کا لحاظ رہے کہ کسی حقدار کی حق تلفی نہ ہو۔ اپنے عیال کے ضروری اخراجات بغیر ان کی رضامندی کے بند یا کم کر کے صدقہ و خیرات کرنا کوئی امرِ ثواب نہیں ہے۔ حاجتمند وارثوں کو محروم کر کے سارے مال کو صدقہ و خیرات یا وقف کر دینا تعلیم سنت کے خلاف ہے۔ پھر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ہزاروں صورتیں ہیں۔ طریق سنت یہ ہے کہ مصرف کی اہمیت اور ضرورت کی شدت کا لحاظ کر کے مصرف کا انتخاب کیا جائے۔ عام طور پر خرچ کرنے والے اس کی رعایت نہیں کرتے۔

[۲] ثواب ہونے کیلئے صرف اتنی بات کافی نہیں کہ اپنے خیال میں کسی کام کو نیک سمجھ کر نیک نیتی سے اس میں صرف کر دے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مصرف شریعت کی رو سے جائز اور مستحسن بھی ہو۔ کوئی شخص ناجائز کھیل تماشوں کیلئے اپنی جائداد وقف کر دے تو وہ بجائے ثواب کے عذاب کا مستحق ہوگا، یہی حال تمام ان کاموں کا ہے جو شریعت کی رو سے مستحسن نہیں ہیں۔

کے لئے کرنا، نام ونمود کے جذبے اور انداز سے اپنے آپ کو پاک رکھنا۔

مسَاجد کے آداب

علمار نے آداب مساجد میں پندرہ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے :۔

(۱) مسجد میں پہنچنے پر اگر کچھ لوگوں کو بیٹھا دیکھے تو ان کو سلام کرنا اور کوئی نہ ہو تو السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہنا (لیکن یہ اس صورت میں ہے جبکہ مسجد کے حاضرین نماز یا تلاوت و تسبیح وغیرہ میں مشغول نہ ہوں ورنہ ان کو سلام کرنا درست نہیں، البتہ اس صورت میں کسی سے نظر مل جائے تو اشارہ سے سلام کیا جاسکتا ہے)۔

(۲) مسجد میں داخل ہو کر بیٹھنے سے پہلے دو رکعت تحیۃ المسجد کی پڑھنا۔ (یہ بھی جب ہے کہ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ نہ ہو، مثلاً عین آفتاب کے طلوع یا غروب یا استوار نصف النہار کا وقت نہ ہو)

(۳) مسجد میں خرید و فروخت نہ کرنا۔

(۴) وہاں تیر و تلوار وغیرہ ہتھیار نہ نکالنا۔

(۵) مسجد میں اپنی گم شدہ چیز تلاش کرنے کا اعلان نہ کرنا۔

(۶) مسجد میں آواز بلند نہ کرنا (یہاں تک کہ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو بلند آواز سے قرآن پڑھنا یا ذکر و دعا کرنا منع ہے)

(۷) دنیا کی باتیں نہ کرنا (البتہ اگر دین و ملت کا کوئی معاملہ ہو تو مسجد میں بیٹھ کر مشورہ کر سکتے ہیں۔)

(۸) مسجد میں کسی سے جھگڑا نہ کرنا۔

(۹) جہاں صف میں پوری جگہ نہ ہو وہاں گھس کر لوگوں پر تنگی نہ کرنا ۔ (البتہ آگے جگہ خالی ہو اور آسانی سے جا سکتا ہو تو اس کی اجازت ہے)

(۱۰) کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے نہ گذرنا (کیونکہ نمازی کے آگے سے گذرنے پر سخت وعید آئی ہے ۔ البتہ اگر "مسجدِ کبیر" (بڑی مسجد) ہو تو سجدہ کی جگہ چھوڑ کر آگے سے گذر سکتا ہے لیکن مسجدِ صغیر (چھوٹی مسجد) میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے ۔ مسجدِ کبیر وہ ہے جس کی لمبائی چوڑائی ساٹھ ہاتھ ہو اور مسجد صغیر وہ ہے جس کی لمبائی چوڑائی ساٹھ ہاتھ سے کم ہو)

(۱۱) مسجد میں تھوکنے اور ناک صاف کرنے وغیرہ سے پرہیز کرنا ۔

(۱۲) اپنی انگلیاں نہ چٹخانا ۔

(۱۳) اپنے بدن کے کسی حصّہ سے کھیل نہ کرنا ۔

(۱۴) نجاسات سے پاک صاف رہنا اور کسی چھوٹے بچّے یا مجنوں کو ساتھ نہ لے جانا (کہ اس صورت میں گندگی سے مسجد کے ملوث ہونے کا اندیشہ ہے)

(۱۵) کثرت سے ذکر اللہ میں مشغول رہنا ۔

امام قرطبیؒ نے یہ پندرہ آداب لکھنے کے بعد فرمایا ہے کہ جس نے یہ کام کئے اس نے مسجد کا حق ادا کر دیا اور مسجد اس کے لئے حرز و امان کی جگہ بن گئی ۔

مسجد کے آداب کے سلسلے میں بعض علماء نے مزید کچھ چیزیں بیان کی ہیں جو یہ ہیں :۔

(۱) مسجد میں بہت زیادہ نقش و نگار اور اس کو خوبصورت بنانے کی

کوشش نہ کرنا۔ (اگر چندے سے ایسا کیا جائے تو اور برا ہے)

(۲) مسجد میں کچی پیاز، لہسن یا تمباکو یا کوئی بدبودار چیز کھاکر نہ جانا چاہیئے۔ (اگر منہ صاف کرلیا گیا ہو اور بدبو باقی نہ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔)

(۳) مسجد میں داخل ہوتے وقت اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (اے اللہ! میرے اوپر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور نکلتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں) پڑھنا۔

(۴) مسجد میں سونا یا بے کار بیٹھ کر وقت نہ گنوانا (یہ مکروہ ہے۔ البتہ مسافروں کے لئے اور اعتکاف کرنے والوں کے لئے مسجد میں سونے بیٹھنے کی اجازت ہے مگر بے نمازی اور بے ادب مسافروں کو اس سے منع کرنا چاہیئے)

(۵) مسجد کا دروازہ بند نہ کرنا۔ (البتہ اگر سامان کی چوری کا خوف ہو تو ان اوقات میں دروازہ بند کیا جا سکتا ہے جب نماز کا وقت نہ ہو تاہم اس صورت میں دروازہ کھولتے ہوئے حفاظت کے لئے کسی محافظ کا انتظام کیا جائے تو بہتر ہے)

(۶) مسجد کے صحن کے اندر کلّی کرنا یا وضو کرنا (یہ مکروہ تحریمی ہے)۔

(۷) مسجد کے اندر اس شخص کا نہ جانا جس کو غسل کی ضرورت ہے۔

(۸) مسجد کو راستہ نہ بنانا۔ (البتہ اگر کوئی سخت ضرورت پیش آجائے تو گذر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔)

(۹) اگر پیر میں مٹی وغیرہ لگ جائے تو اس کو دھوئے بغیر مسجد میں نہ جانا۔

(۱۰) دیہاتوں میں جو لوگ دھوتی پہنتے ہیں ان کو مسجد میں داخل ہونے

سے پہلے دھوتی کا پچھلا حصّہ کھول لینا چاہیئے (اگرچہ ایک مسلمان کے لئے دھوتی کا پہننا مناسب نہیں ہے اس میں غیر کے لباس سے تشبہ بھی ہے اور پردہ پوشی بھی ٹھیک طریقہ پر نہیں ہوتی)

(۱۱) بعض علماء نے مسجد کے اندر اذان کہنے کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ اس سے اذان کی آواز دور تک نہیں پہنچتی، اگر مسجد کے اندر اسپیکر میں اذان دی جائے تو مکروہ نہیں ہے، یعنی یہ کراہت مسجد کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اذان کی آواز کی وجہ سے ہے۔

دُعا کے آداب

(۱) دعا صرف خدا سے مانگنا چاہیئے۔
(۲) خدا سے وہی مانگنا جو حلال و طیّب ہو۔
(۳) دعا پوری توجہ، یکسوئی اور اخلاص سے مانگنا۔
(۴) دعا کے وقت دل کا خدا کی ہیبت و عظمت و جلال سے لبریز ہونا۔
(۵) دُعا چپکے چپکے دھیمی آواز میں مانگنا۔
(۶) دعا کرنے سے پہلے کوئی نیک عمل کرنا۔
(۷) نیک مقاصد کے لئے دعا کرنے کے ساتھ اپنی زندگی کو خدا کی ہدایت کے مطابق سنوارنا۔
(۸) ہر حالت میں ہر وقت دعا کرتے رہنا۔
(۹) دعا کی قبولیت کے معاملے میں خدا پر بھروسہ رکھنا۔
(۱۰) دعا مانگتے وقت ظاہری آداب، طہارت اور پاکیزگی کا خیال رکھنا۔
(۱۱) اپنے ساتھ دوسروں کو بھی دعا میں شامل کرنا۔

(۱۲) امام ہونے کی صورت میں جامع دعا کرنا اور دُعا میں جمع کے صیغے استعمال کرنا۔
(۱۳) دُعا میں تنگ نظری اور خود غرضی سے بچنا اور خدا کی عام رحمت کو اپنے لئے محدود نہ کرنا۔
(۱۴) دعا سے پہلے خدا کی حمد و ثنا کرنا اور اول و آخر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔
(۱۵) قرآنی اور نبوی الفاظ میں دعا مانگنے کی کوشش کرنا۔ دعا میں وسیلہ جائز ہے مگر اس کو ضروری اور لازمی نہیں سمجھنا اور بغیر وسیلہ کے بھی دعا کرنا۔
(۱۶) صدقِ مقال (سچی بات) اور اکلِ حلال (پاک روزی) یہ دُعا کے دو بازو ہیں، ان کا خاص خیال رکھنا۔
(۱۷) دین و دنیا کی بھلائی اور ضرورتوں کو شامل کرکے دعا مانگنا۔
(۱۸) دعا کرتے ہوئے سینے سے اوپر ہاتھ نہ اٹھانا، دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تقریباً چار انگلیوں کا فاصلہ رہنا، دونوں بازوؤں کا بغل سے علیحدہ رکھنا۔

دُعا کے خاص اوقات وحالات

(۱) رات کے پچھلے حصّے کے سنّاٹے میں۔
(۲) شبِ برات اور شبِ قدر میں۔
(۳) جمعہ کا خطبہ شروع ہونے سے نماز کے ختم ہونے تک یا نمازِ عصر کے بعد سے نمازِ مغرب کے درمیان کسی وقت۔

(۴) ۹ ذی الحجہ کو میدانِ عرفات میں۔
(۵) اذان کے وقت اور میدانِ جہاد میں۔
(۶) اذان اور تکبیر کے درمیانی وقفے میں۔
(۷) رمضان کے مبارک ایام میں بالخصوص افطار کے وقت۔
(۸) فرض نمازوں کے بعد۔
(۹) نفل نماز پڑھتے ہوئے سجدے کی حالت میں (ماثور عربی دعائیں)
(۱۰) شدید مصیبت یا انتہائی رنج و غم میں۔
(۱۱) دینی مجلس کے بعد۔
(۱۲) قرآن کی تلاوت یا اس کے ختم کے بعد۔

دُعا کے مخصوص مقامات

(۱) ملتزم کے پاس۔
(۲) محراب کے نیچے۔
(۳) جب بیت اللہ کو دیکھے۔
(۴) کعبہ کے اندر۔
(۵) چاہِ زمزم کے پاس۔
(۶) صفا و مروہ پر۔
(۷) صفا و مروہ کے پاس جہاں سعی کی جاتی ہے۔
(۸) مقامِ ابراہیم کے پاس۔
(۹) عرفات میں۔
(۱۰) مزدلفہ میں۔

(۱۱) منیٰ میں۔
(۱۲) تینوں جمرات کے پاس۔

خط و کتابت کے آداب

(۱) خط کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا باسمہٖ تعالیٰ لکھنا۔
(۲) خط کی بے ادبی کا اندیشہ ہو تو بسم اللہ تحریراً لکھنے کی بجائے زبانی کہہ لینے کی اجازت دی گئی ہے۔
(۳) ابتدا میں مکتوب نگار کا اپنا نام پھر مکتوب الیہ کا نام لکھنا۔
(۴) اوپر یا نیچے تاریخ لکھنا۔
(۵) مختصر القاب و آداب استعمال کرنا، القاب و آداب کے استعمال میں تصنع اور بناوٹ سے کام نہ لینا۔
(۶) القاب کے بعد السلام علیکم لکھنا۔ آداب، تسلیمات اور بندگی وغیرہ لکھنے سے احتراز کرنا۔
(۷) غیر مسلم ہو تو السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ لکھنا۔ اسے آداب بھی لکھ سکتے ہیں۔
(۸) خط مختصر، جامع، بلیغ اور مؤثر ہو۔ حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ خط نویسی میں تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت یہ رہی ہے کہ تحریر میں طول نہ ہو مگر ضروری کوئی مضمون نہ چھوٹے۔
(۹) خط کے شروع یا آخر میں اپنے لئے اور مکتوب الیہ کے لئے بھلائی اور خیر و عافیت کی دعا کرنا۔
(۱۰) خط کے جواب میں سستی نہ کرنا بلکہ مستعدی کے ساتھ جواب دینا۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ جس شخص کے پاس کسی کا خط آئے اس کے لئے مناسب ہے کہ اس کا جواب دے کیوں کہ غائب کا خط حاضر کے سلام کے قائم مقام ہے اسی لئے حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت میں ہے کہ وہ خط کے جواب کو جوابِ سلام کی طرح واجب قرار دیتے ہیں۔ اگر مکتوب نگار کے نام کی مہر ہو تو اسے لگا کر خط بھیجنا چاہیئے۔

(۱۱) خط بند کر کے بھیجنے میں مکتوب الیہ کا اکرام و اعزاز ہے۔

(۱۲) خط کے کسی گوشے میں اپنا پتہ ضرور لکھنا چاہیئے۔

(۱۳) رشتہ داروں اور دوستوں کو خیر و عافیت کے خطوط لکھتے رہنا چاہیئے۔

(۱۴) کوئی عزیز یا قریب کسی مصیبت یا حادثہ سے دوچار ہو تو "تعزیت" کا اور اگر اس کے یہاں کوئی خوشی کا موقع ہو یا تقریب ہو تو "تہنیت" کا خط ضرور لکھنا چاہیئے۔

(۱۵) خط میں جو سلام لکھا ہوا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے۔ یہ جواب دو طرح سے دیا جا سکتا ہے۔ زبانی یا پھر سلام کا جواب لکھ کر، مگر چوں کہ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے اس لئے اگر فوراً تحریری جواب نہ ہو جیسا کہ عموماً یہی ہوتا ہے تو زبان سے جواب فوراً دیدینا چاہیئے تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو اسی وجہ سے علامہ سید احمد طحطاویؒ نے اس موقع پر تحریر فرمایا ہے کہ وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُوْنَ ۞ یعنی لوگ اس سے غافل ہیں۔ بعض بزرگوں کا معمول رہا ہے کہ خط میں جو "السلام علیکم" لکھا ہوتا ہے اس کا فوراً

زبانی جواب دے کر آگے کا مضمون پڑھا کرتے تھے۔

(۱۶) کسی نے کسی کو خط میں سلام لکھا تو اس شخص کو سلام پہنچانا چاہیئے۔ متعلق شخص جواب اس طرح دے: وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(۱۷) کسی کے خط میں کسی دوسرے کو سلام لکھے تو بشرطِ یاد و ملاقات و سہولت کی قید لگا دینی چاہیئے تاکہ مکتوب الیہ پر لزوم نہ رہے۔

(۱۸) کسی کا خط بغیر اجازت ہرگز نہیں پڑھنا چاہیئے۔ یہ زبردست اخلاقی خیانت ہے۔ حدیث میں سخت وعید آئی ہے، البتہ مربّی اور پھر سرپرستوں کو اس کی اجازت ہے کہ از راہِ تربیت اپنے زیرِ تعلیم و تربیت افراد کے خطوط پر نظر رکھے۔ اسی طرح لڑکیوں کے خطوط پر خصوصی نگاہ رکھنی چاہیئے۔

(۱۹) خط میں صرف اپنی دلچسپی اور اپنے ہی مطلب کی باتیں نہ لکھنی چاہئیں بلکہ مخاطب کے جذبات و احساسات اور دلچسپیوں کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ غیر متعلق لوگوں کے پاس جواب طلب امور کے لئے ٹکٹ یا لفافہ بھیجنا چاہیئے۔

تحصیلِ علم کے آداب

تعلیمی سال کے آغاز میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجرِ مدنیؒ کا معمول تھا کہ چہارشنبہ سے کتابوں کے اسباق کا افتتاح کرتے تھے، آئندہ چہارشنبہ تک مقدمۃ العلم، مقدمۃ الکتاب اور متفرقات کے بعد آدابِ طالب میں دس باتیں نہایت اہتمام کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔ ان دس باتوں کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) اخلاصِ نیت۔
(۲) درس کی پابندی۔
(۳) صف بندی، یعنی طلبا سبق میں صف بنا کر با ادب بیٹھیں۔
(۴) درس میں نہ سونا۔
(۵) کتاب پر ٹیک نہ لگانا۔
(۶) کوئی حدیث استاد کے سامنے نہ چھوٹے اور پوری توجہ کے ساتھ اسباق کا سننا۔
(۷) کتاب میں فحش اور ہنسی کے الفاظ آجائیں تو نہ ہنسنا۔
(۸) تمام ائمہ فقہ کے ساتھ ادب و احترام کا معاملہ رکھنا، کسی کی شان میں گستاخی نہ کرنا۔
(۹) ظاہراً اور باطناً اساتذہ کا ادب و احترام ملحوظ رکھنا، اس کی خلاف ورزی علم سے محرومی کا باعث ہے۔ کتبِ حدیث کا بھی پورا احترام کرنا۔
(۱۰) ائمہ حدیث پر بھی کوئی اعتراض نہ کرنا۔

حضرت شیخ ان دس چیزوں کے بارے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"یہ دس چیزیں طلبا کے سامنے بہت اہمیت سے بیان کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی پر بجائے زبان سے کچھ کہنے کے چپکے سے اُٹھ کر ایک تھپڑ مار کر آیا کرتا تھا جو طلبا شروع سے سبق میں ہوتے انہیں تو معلوم تھا کہ یہ کاہے پر ہوا لیکن جو مہمان باہر سے آتے یا دوسرے مدارس کے طلبا جو اکثر سبق میں آتے رہتے تھے یہ منظر دیکھ کر کہ ایک تھپڑ ایک طالب علم کو مارا اور اپنی جگہ آکر

بیٹھ گیا، نہ کچھ کہنا نہ سُننا۔ حیرت میں پڑجاتے اور بعد میں
طلبار سے پوچھتے کہ یہ کیا ہوا۔ وہ کہتے سبق میں سوگیا
ہوگا یا کتاب پرکہنی رکھ دی ہوگی۔"

(شریعت وطریقت کا تلازم ص۸۹)

حضرت علامہ محمد ابراہیم بلیاویؒ صدرالمدرسین دارالعلوم دیوبند فرمایا
کرتے تھے کہ تین چیزوں کا ادب طلبار کے لئے ضروری ہے :۔

(۱) درس گاہ کا ـــــــ کہ یہاں نہایت ادب احترام کے ساتھ رہیں۔
غیرضروری اورغیر درسی اشغال و افعال سے احتراز کریں۔

(۲) کتاب کا ـــــــ کہ اس کے تقدس اورعظمت کو ہر حال میں قائم رکھیں

(۳) استاد کا ـــــــ کہ ظاہراً و باطناً ان کے اکرام و احترام میں ذرہ
برابر بھی فرق نہ آنے دیں ـــــــ فرماتے :۔

"ان تین چیزوں کا اگرکسی طالب علم نے ادب کرلیا اوران کے حق کو
پہچان لیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لئے علم کے دروازے
کھول دیئے جاتے ہیں۔"

طریقت کے آداب

ایک بزرگ تحریر فرماتے ہیں :

" صوفیہ کا علم نام ہے ظاہر و باطن، علم دین و قوتِ یقین کا اور
یہی اعلیٰ علم ہے۔ صوفیہ کی حالت اخلاق کا سنوارنا اور ہمیشہ خدا کی طرف
لَو لگائے رکھنا ہے۔ تصوف کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے مزیّن
ہونا اور اپنے ارادہ کا چھن جانا اور بندہ کا اللہ تعالیٰ کی رضا میں بالکلیہ

مصروف ہو جاتا ہے۔ صوفیہ کے اخلاق وہی ہیں جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خُلق ہے۔ حسب فرمان خداوند تعالیٰ کہ بے شک تم بڑے خُلق پر (پیدا کیے گئے) ہو اور نیز جو کچھ حدیث میں آیا ہے اس پر عمل اخلاقِ صوفیہ میں داخل ہے۔ صوفیہ کے اخلاق کی تفصیل اس طرح ہے :-

(۱) اپنے آپ کو کمتر سمجھنا اور اس کی ضد ہے تکبّر۔
(۲) مخلوق کے ساتھ تلطّف کا برتاؤ کرنا۔ اور خلقت کی ایذاؤں کو برداشت کرنا۔
(۳) نرمی اور خوش خلقی کا معاملہ کرنا اور غیظ و غضب کا چھوڑ دینا۔
(۴) ہمدردی اور دوسروں کو ترجیح دینا ـــــ فرطِ شفقت کے ساتھ جس کا یہ مطلب ہے کہ مخلوق کے حقوق کو اپنے حظِ نفسانی پر مقدم رکھا جائے۔
(۵) سخاوت کرنا۔
(۶) درگذر اور خطا کا معاف کرنا۔
(۷) خندہ روئی اور بشاشتِ جسم۔
(۸) سہولت اور نرم پہلو رکھنا۔
(۹) تصنّع اور تکلّف کو چھوڑ دینا۔
(۱۰) خرچ کرنا بلا تنگی اور بغیر اتنی فراخی کے کہ احتیاج لاحق ہو۔
(۱۱) خدا پر بھروسہ رکھنا۔
(۱۲) تھوڑی سی دنیا پر قناعت کرنا۔
(۱۳) پرہیز گاری۔
(۱۴) جنگ و جدل اور عتاب نہ کرنا مگر حق کے ساتھ۔

(۱۵) بغض وکینہ اور حسد نہ رکھنا۔
(۱۶) عزت وجاہ کا خواہشمند نہ ہونا۔
(۱۷) وعدہ پورا کرنا۔
(۱۸) بُردباری۔
(۱۹) دُور اندیشی۔
(۲۰) بھائیوں کے ساتھ موافقت ومحبت رکھنا۔ اور اغیار سے علیحدہ رہنا۔
(۲۱) محسن کی شکرگذاری۔
(۲۲) اور جاہ کا مسلمانوں کے لئے خرچ کرنا۔

صوفی اخلاق میں اپنا ظاہر و باطن مہذب بنا لیتا ہے اور تصوّف سارا ادب ہی کا نام ہے، بارگاہِ احدیت کا ادب یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے منہ پھیر لیا جائے، شرم کے مارے حق تعالیٰ کے اجلال اور ہیبت کے سبب بدترین معصیّت ہے۔ تحدیثِ نفس یعنی نفس سے باتیں کرنا اور ظلمت کا سبب ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ اس تحریر کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"یہ چند سطور سرنامہ اور عنوان ہے ان تمام مباحث کا جو طریقت کے شریف فن میں ہزارہا ضخیم کتابوں کے اندر اولیاء اللہ نے جمع کئے ہیں"

میّت کے آداب

(۱) قریبِ مرگ کے پاس ذرا بلند آواز سے کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھنا تاکہ وہ بھی پڑھنے لگے اور اس کی موت کلمہ پر ہو۔

(۲) نزع کے وقت سورۂ یٰسین کی تلاوت کرنا۔
(۳) موت کی خبر سُن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنا۔
(۴) جان نکلنے کے بعد میت کے ہاتھ پَیر سیدھے کر دینا۔ آنکھیں بند کر دینا، ایک چوڑی سی پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر کے اوپر باندھنا اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے ملا کر دھجّی سے باندھ دینا اور چادر سے ڈھک دینا، اس موقع پر بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ پڑھتے رہنا۔
(۵) مرنے کے بعد لوگوں کو اس کی موت کی خبر کر دینا۔ اگر وفات پانیوالا کوئی عالم، زاہد یا ایسا شخص ہو جس سے لوگ عقیدت رکھتے ہوں تو اس کے جنازہ کے لئے بطور خاص اعلان کرنا۔
(۶) میّت کی خوبیاں بیان کرنا اور برائیوں کے ذکر سے پرہیز کرنا۔
(۷) موت پر صبر و استقلال کا مظاہرہ کرنا اور زبان پر ناشکری کے کلمات نہ لانا۔
(۸) غسل اور تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا۔ غسل کے وقت میت کا کوئی عیب یا نقص ظاہر ہو تو اس کو بیان نہ کرنا۔
(۹) کفن اوسط درجہ کا سفید کپڑے کا بنانا۔
(۱۰) جنازہ قبرستان کی طرف ذرا تیز قدموں کے ساتھ لے جانا۔
(۱۱) جنازے کے ساتھ پیدل چلنا (مجبوری اور دُوری کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے)
(۱۲) نمازِ جنازہ اور تدفین میں شرکت کی پوری کوشش کرنا۔
(۱۳) جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے دنیا کی باتوں سے پرہیز کرنا، آخرت

موت، قبر اور خدا کے پاس حاضری کا خیال دل میں جمانا۔ آواز کے ساتھ ذکر بھی نہ کرنا کہ یہ وقت مذکورہ بالا باتوں کی فکر کا ہے۔ اگر کوئی شخص ذکر کرنا چاہتا ہو تو آہستگی کے ساتھ یہ دعا پڑھ سکتا ہے "سُبْحَانَ مَنْ قَهَرَ عِبَادَهُ بِالْمَوْتِ وَالْفَنَاءِ وَتَفَرَّدَ بِالْبَقَاءِ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ"

(۱۴) بغلی قبر بنانا (زمین اگر نرم اور پھسپھسی ہو تو صندوقی قبر بنانا بھی جائز ہے)۔

(۱۵) تدفین کے وقت میت کا رُخ قبلہ کی طرف کر دینا۔

(۱۶) میت کو قبر میں اُتارتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پڑھنا۔

(۱۷) عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردے کا اہتمام کرنا۔

(۱۸) قبر پر مٹی ڈالتے وقت سرہانے کی طرف سے ابتداء کرنا اور دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر تین بار قبر پر ڈالنا۔ پہلی بار مٹی ڈالتے وقت مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ (اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا) دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (اور اسی میں ہم تمہیں لوٹا رہے ہیں) اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (اور اسی سے ہم تمہیں دوبارہ اٹھائیں گے) پڑھنا۔

(۱۹) میت کی قبر کو نہ زیادہ اونچا کرنا اور نہ چوکور بنانا۔ بس اتنی ہی مٹی قبر پر ڈالنا جو اس کے اندر سے نکالی گئی ہے[۱]۔ اور مٹی ڈالنے کے بعد تھوڑا سا پانی چھڑک دینا۔

---

[۱] قبر ایک بالشت سے اونچی نہ ہو۔ مستحب یہ ہے کہ قبر اونٹ کی کوہان کی طرح ہو۔

(۲۰) دفن کر دینے کے بعد تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا[1] اور میت کے لئے مغفرت اور سوال و جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کرنا — یا قرآن پاک کی تلاوت کر کے ثواب پہنچانا[2]

(۲۱) بروایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ تدفین کے بعد میت کے سراہنے پر سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں (الٓمٓ سے مُفلحُون تک) اور پائنتی پر سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں (اٰمن الرسُول سے ختم سورۃ تک پڑھنا[3].

(۲۲) عزیزوں، رشتہ داروں یا پاس پڑوس میں کسی کے یہاں میت ہو جائے تو اس کے یہاں دو ایک وقت کا کھانا بھجوانا۔

(۲۳) تین دن سے زیادہ میت کا سوگ نہ کرنا (البتہ کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اس کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے)

(۲۴) میت کی طرف سے حسبِ حیثیت صدقہ و خیرات کرتے رہنا[4]۔

زیارتِ قبور کے آداب[5]

زیارتِ قبور کا اہم ترین مقصد جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ قبروں کا منظر دیکھ کر دنیا کی بے ثباتی کا یقین تازہ ہو، آدمی ان سے عبرت حاصل کرے۔ اپنی موت اور قبر کو یاد کرے اور آخرت کی

---

[1] تھوڑی دیر کی تشریح حدیث سے یوں ملتی ہے کہ جتنی دیر میں ایک اونٹ ذبح کر کے تقسیم کیا جاتا ہے
[2] بعض جگہ یہ رسم ہے کہ میت کو دفن کر کے جب لوگ چالیس قدم جاتے ہیں تو وہاں رُک کر فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ یہ عمل خلافِ سنت ہے۔
[3] فقہاء نے صراحت کی ہے کہ اس کا آہستہ پڑھنا مستحب ہے اور کبھی اسے چھوڑ بھی دے لازم نہ سمجھے
[4] حنفی مسلک کے بموجب مالی یا جانی نفلی عبادتوں کے ذریعہ میت کو ثواب پہنچایا جا سکتا ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں غیر مسنون رسموں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ دن اور کھانے وغیرہ کی بھی شریعت میں کوئی قید نہیں ہے۔

تیاری کیلئے اپنے نفس کو آمادہ کرے۔ دوسرا مقصد اہلِ قرابت کا حق ادا کرنا اور ان کو دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب سے نفع پہنچانا ہے۔

اور اہل اللہ کی قبروں کی زیارت سے ان کے فیوض و برکات سے خود مستفید ہونا اور جس راستہ پر چل کر وہ مقبولِ بارگاہِ خداوندی ہوئے ہیں اس راستے پر چلنے کا عزم کرنا ہے۔

(۱) قبریں نظر آئیں تو یہ کہنا چاہیئے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ـــــ اَسْئَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ۔ (اے مؤمنین کی بستیو! تم پر سلامتی ہو اور اگر اللہ نے چاہا تو ہم بھی تم سے ملیں گے۔ میں اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ سے عافیت چاہتا ہوں۔)

(۲) قبروں کی زیارت کرتے وقت قبلہ کی طرف پشت اور میت کے چہرے کی طرف منہ کرکے کھڑا ہونا مستحب ہے (اور یہی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کا ہے) اس موقع پر جس قدر ممکن ہو قرآن مجید کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ یٰسین پڑھنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

(۳) ایک دوسری روایت میں سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھنے کی آپؐ نے تعلیم فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں سورۂ فاتحہ، سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھ کر بخشنے کی تلقین کی گئی ہے۔ درود شریف اور آیۃ الکرسی کی بھی فضیلت آئی ہے۔

(۴) قبر پر دُعا یا تو بغیر ہاتھ اٹھائے کرنی چاہیئے یا قبر کی طرف پشت اور قبلہ کی طرف منہ کرکے دُعا کی جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۵ ص ۳۵۰)

۵ بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ قبرستان جائے اور کچھ قرآن پاک پڑھ کر ثواب پہنچائے۔

۶ بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ قبروں کی زیارت جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور پیر کے دن کرنا اچھا ہے۔

۷ عیدین اور جمعہ کے دن جو شرعی اعتبار سے مسرّت کے دن ہیں ان میں زیارتِ قبور اس لئے مسنون ہے کہ مسرت کے ساتھ موت اور آخرت کی بھی یاد ہو جائے۔ عیدین میں بعد نماز اور جمعہ کے دن صبح میں زیارتِ قبور مسنون ہے۔

